گلدستہ وقفِ نو

واقفینِ نو کا تعلیمی و تربیتی رسالہ

سہ ماہی شمارہ نمبر40 اکتوبر تا دسمبر2025

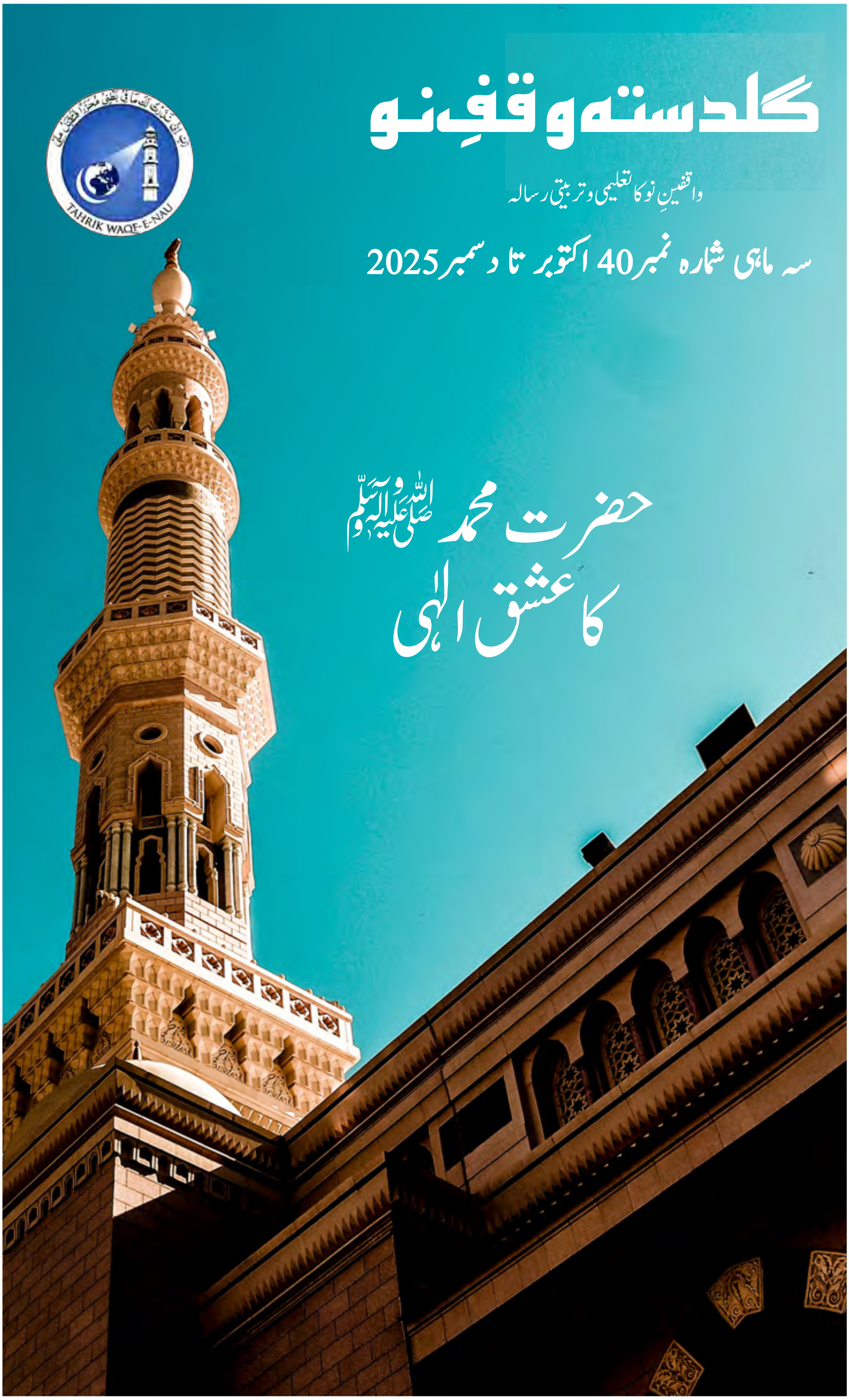

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عشقِ الٰہی

Mubarak
Mosque

عہدِ وفائے خلافت

صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر حضور انور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے احباب جماعت سے جو تاریخی عہد وفائے خلافت لیاوہ قارئین کی یاد دہانی کے لئے پیش خدمت ہے:

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

"آج خلافت احمدیہ کے سو سال پورے ہونے پر ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ ہم اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لیے اپنی زندگیوں کے آخری لمحات تک کوشش کرتے چلے جائیں گے اور اس مقدس فریضے کی تکمیل کے لیے ہمیشہ اپنی زندگیاں خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقف رکھیں گے اور ہر بڑی سے بڑی قربانی پیش کر کے قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو دنیا کے ہر ملک میں اونچا رکھیں گے۔

ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ ہم نظام خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لیے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے اور قیامت تک سلسلۂ احمدیہ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت ہوتی رہے۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔

اے خدا! تو ہمیں اس عہد کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اَللّٰھُمَّ آمِیْن! اَللّٰھُمَّ آمِیْن! اَللّٰھُمَّ آمِیْن!"

[صد سالہ خلافت جوبلی کے موقع پر 27 مئی 2008 کو Excel سینٹر لندن میں منعقد ہونے والے

تاریخی جلسہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ولولہ انگیز خطاب]

گلدستہ وقفِ نو ہندوستان سے "اسماعیل" کے متبادل کے طور پر شائع ہو رہا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "اسماعیل" کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس رسالے کا نام "اسماعیل" رکھا گیا ہے، جو ہمیں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت حاجرہ علیہا السلام کی قربانیوں کی یاد دلاتا ہے۔

فہرست مندرجات

07 اداریہ

08 قال اللہ

09 قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

10 کلام الامام علیہ السلام

11 خلیفۂ وقت کی آواز

12 حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کا خلاصہ برموقع اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ یوکے 2025ء

19 واقفین نو اطفال

22 عبدِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت الٰہی کے مختلف طریق

27 بچوں کو اردو سکھانے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

28 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشقِ الٰہی اور کلام اللہ سے محبت

32 دورہ انڈونیشیا

مجلس ادارت

ایڈیٹر : محمد عارف ربّانی

مینیجر : حافظ مخدوم شریف

پرنٹر و پبلشر : کے طارق احمد

ڈیزائننگ و سیٹنگ: نورالدین نوری، سید عبدالھادی

36 اپنی تعلیم اور جماعتی ذمہ داریوں کو کیسے balance کریں؟

38 حضرت محمد ﷺ اور عشق الٰہی

40 اللہ تعالیٰ کی اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

45 اسلام اور آنحضرتؐ سے عشق (منظوم)

46 واقفین نو ہالینڈ کا سالانہ اجتماع 2025ء

48 پیغام حضور انور بر موقع وقف نو اجتماع ہالینڈ

اداریہ

پیارے واقفین نو!

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔ (آل عمران: 32) ترجمہ: تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

نیز فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۗ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا۔ (الاحزاب: 57) ترجمہ: یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے خطبہ جمعہ 10 / دسمبر 2004ء میں فرماتے ہیں: "آل عمران کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بلکہ تمام دنیا کے انسانوں کو آنحضرت ﷺ کے ذریعے سے یہ پیغام پہنچا دیا ہے کہ اب تمام گزشتہ اور آئندہ نمونے ختم ہو گئے اب اگر کوئی پیروی کے قابل نمونہ ہے تو آنحضرت ﷺ کا نمونہ ہے اور یہ پیروی کے نمونے کس طرح قائم ہوں گے۔ اس طرح قائم ہوں گے جس طرح ایک سچا عاشق اپنے محبوب کی پسند اور ناپسند کو اپنی پسند اور ناپسند بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب اس طرح تم آنحضرت ﷺ کی پیروی کرو گے تو پھر ہی مَیں تمہارے گناہ بھی بخشوں گا اور تمہارے سے محبت کا سلوک بھی کروں گا۔ تمہاری دینی اور دنیاوی بھلائیوں کے سامان بھی پیدا کروں گا۔ تو گویا اب اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے تمام راستے بند ہو گئے اور اگر کوئی راستہ کھلا ہے تو آنحضرت ﷺ کی کامل اتباع کر کے آپ کے پیچھے چل کر ہی خدا تعالیٰ تک پہنچا جا سکتا ہے، یہی ایک راستہ ہے جو کھلا ہے۔ پھر اس اسوۂ حسنہ کی پیروی کرنے کے لئے اور آپ ﷺ کی محبت دل میں بڑھانے کا طریق جو اگلی آیت مَیں نے تلاوت کی ہے سورۃ احزاب کی اُس میں بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ نبی کوئی معمولی نبی نہیں ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا سب سے پیارا وجود ہے۔ زمین و آسمان اس کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی اس پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی اسی کام پر لگے ہوئے ہیں کہ اللہ کے اس پیارے نبی پر رحمت بھیجتے رہیں اور دعائیں کرتے رہیں۔ **پس اے لوگو جو ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو تمہارا بھی یہ کام ہے کہ اس نبی سے محبت پیدا کرو۔ اس پر درود بھیجو اور بہت زیادہ سلامتی بھیجو۔ جب تم اس طرح اس نبی پر درود و سلام بھیجو گے تو تم پر اس کی پیروی کے راستے بھی کھلتے چلے جائیں گے اور جیسے جیسے یہ راستے کھلیں گے جس طرح تم اس کی پیروی کرتے چلے جاؤ گے اتنی ہی زیادہ تم اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے والے بھی بنتے چلے جاؤ گے۔"**

مندرجہ بالا اقتباس سے ہم پر واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنی پڑے گی۔ اس شمارے کا مرکزی عنوان "آنحضرت ﷺ اور عشق الٰہی" رکھا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کے اللہ تعالیٰ سے عشق کے کیا اظہار تھے اور آپ ﷺ نے ہمارے لئے کیا نمونہ چھوڑا ہے؟ اس کا مختصر ذکر اس شمارے میں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور آپ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہوں پر چلتے ہوئے عشق الٰہی سے مخمور ہو جائیں۔ آمین

قال اللّٰہ تعالیٰ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

(الانعام:163)

ترجمہ: تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مَرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”ان کو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانی اور میرا مرنا اور میرا جینا خدا کی راہ میں ہے یعنی اس کا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور نیز اس کے بندوں کے آرام دینے کے لئے ہے تا میرے مرنے سے ان کو زندگی حاصل ہو۔ اس جگہ جو خدا کی راہ میں اور بندوں کی بھلائی کے لئے مرنے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے کوئی یہ خیال نہ کرے کہ آپ نے نعوذ باللہ ! جاہلوں یا دیوانوں کی طرح در حقیقت خود کشی کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس وہم سے کہ اپنے تئیں کسی آلہ سے قتل کے ذریعہ سے ہلاک کر دینا اوروں کو فائدہ پہنچائے گا بلکہ آپ ان بیہودہ باتوں کے سخت مخالف تھے اور قرآن ایسی خودکشی کے مرتکب کو سخت مجرم اور قابل سزا ٹھہراتا ہے... غرض اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعی ہمدردی اور محنت اٹھانے سے بنی نوع کی رہائی کے لئے جان کو وقف کر دیا تھا اور دُعا کے ساتھ اور تبلیغ کے ساتھ اور ان کے جور و جفا اٹھانے کے ساتھ اور ہر ایک مناسب اور حکیمانہ طریق کے ساتھ اپنی جان اور اپنے آرام کو اس راہ میں فدا کر دیا تھا۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ، جلد4، صفحہ 175)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّم كَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوُدَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَ الْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

(ترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم، حدیث: 3490)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ دعا حضرت داوٗدؑ کی دعاؤں میں سے ہے کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور ایسے عمل کی (محبت بھی مانگتا ہوں) جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے اللہ تو اپنی محبت کو میرے نزدیک میری جان میرے اہل وعیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنادے۔

کلام الامام علیہ السلام

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا نجوم میں نہیں تھا قمر میں نہیں تھا آفتاب میں بھی نہیں تھا وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا غرض وہ کسی چیز ارضی اور سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی جو کسی قدر وہی رنگ رکھتے ہیں اور امانت سے مراد انسان کامل کے وہ تمام قویٰ اور عقل اور علم اور دل اور جان اور حواس اور خوف اور محبت اور عزت اور وجاہت اور جمیع نعماء روحانی و جسمانی ہیں جو خدا تعالیٰ انسان کامل کو عطا کرتا ہے اور پھر انسان کامل برطبق آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَھْلِھَا (النساء:59) اس ساری امانت کو جناب الٰہی کو واپس دے دیتا ہے۔ یعنی اس میں فانی ہو کر اس کی راہ میں وقف کر دیتا ہے۔ جیسا کہ ہم مضمون حقیقت اسلام میں بیان کر چکے ہیں اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سیّد، ہمارے مولیٰ، ہمارے ہادی، نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں پائی جاتی تھی جیسا کہ خود خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۚ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (الانعام: 163-164) (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 160-162)

میں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم (ہزار ہزار درود اور سلام اُس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اُس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اُس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اِس لئے خدا نے جو اُس کے دل کے راز کا واقف تھا اُس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اُس کی مرادیں اُس کی زندگی میں اُس کو دیں۔ وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118-119)

خلیفۂ وقت کی آواز

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ، آپ کے عجز و انکسار اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے آپ کی محبت میں سرشار ہونے کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”حدیث میں آیا ہے کہ اگر فضل نہ ہوتا تو نجات نہ ہوتی“۔ (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کی وجہ سے نجات ہوتی ہے۔) ”ایسا ہی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے سوال کیا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ سوال کیا) کہ یا حضرت کیا آپ کا بھی یہی حال ہے۔“ (یہ جو آپ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو نجات نہیں ہوتی تو آپ کا بھی یہی حال ہے؟) ”آپ ﷺ نے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا ’ہاں‘۔“ آپ فرماتے ہیں ”یہ آپ ﷺ کی کمال عبودیت کا اظہار تھا جو خدا تعالیٰ کی ربوبیت کو جذب کر رہا تھا۔“ پھر آپ بیان فرماتے ہیں کہ ”ہم نے خود تجربہ کر کے دیکھا ہے اور متعدد مرتبہ آزمایا ہے بلکہ ہمیشہ دیکھتے ہیں کہ جب انکسار اور تذلّل کی حالت انتہا کو پہنچی ہے اور ہماری روح اس عبودیت اور فروتنی میں بہ نکلتی ہے اور آستانہ حضرت واہب العطایا پر پہنچ جاتی ہے تو ایک روشنی اور نور اوپر سے اترتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ایک نالی کے ذریعہ سے مصفّٰی پانی دوسری نالی میں پہنچتا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت جس قدر بعض مقامات پر فروتنی اور انکساری میں کمال پر پہنچی ہوئی نظر آتی ہے وہاں معلوم ہوتا ہے کہ اسی قدر آپ ﷺ روح القدس کی تائید اور روشنی سے مؤیّد اور منوّر ہیں جیسا کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عملی اور فعلی حالت سے دکھایا ہے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کے انوار و برکات کا دائرہ اس قدر وسیع ہے کہ ابدالآباد تک اس کا نمونہ اور ظل نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی جو کچھ خدا تعالیٰ کا فیض اور فضل نازل ہو رہا ہے وہ آپ ﷺ ہی کی اطاعت اور آپ ﷺ ہی کی اتباع سے ملتا ہے۔“ فرمایا ”مَیں سچ کہتا ہوں کوئی شخص حقیقی نیکی کرنے والا اور خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے والا نہیں ٹھہر سکتا اور ان انعام و برکات اور معارف اور حقائق اور کشوف سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جو اعلیٰ درجہ کے تزکیہ نفس پر ملتے ہیں جبتک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں کھویا نہ جائے اور اس کا ثبوت خود خدا تعالیٰ کے کلام سے ملتا ہے“۔ (اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ) ”قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ“۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہلوایا کہ آپ کی اتباع کرو تو پھر اللہ کی محبت ملے گی۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 16/ دسمبر 2016ء)

دینی، علمی اور روحانی معیار کو بلند کریں

مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس اطفال الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ نیشنل اجتماع 2025ء کے موقع پر امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انگریزی زبان میں بصیرت افروز خطاب کا خلاصہ

فرمودہ 21؍ستمبر 2025ء بمقام Hook Lane، Puttenham، گلفورڈ یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آج آپ یہاں مجلس خدام الاحمدیہ کے نیشنل اجتماع میں شامل ہونے کے لیے جمع ہوئے ہیں۔

ہماری جماعت کی تمام ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کا بنیادی مقصد اللہ تعالیٰ کی محبّت کو دلوں میں بٹھانا اور اپنے ممبران کے علمی، اخلاقی اور روحانی معیار کو بلند کرنا ہے۔ یہ وہ اصل مقصد ہے جسے آپ، بطور اراکینِ مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ، ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھیں۔

اطفال کے حوالے سے حضور انور نے فرمایا کہ اس ملک میں بچوں کو جو تعلیم ملتی ہے، وہ کم عمری ہی میں اُن کی سوچ کو وسیع کرنے کا ذریعہ بنتی ہے، مَیں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ محض دس سال کی عمر کے بچے بھی نہایت بلیغ اور عمیق دینی سوالات کرتے ہیں، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کم عمری ہی میں کئی دینی مضامین کو سمجھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اسی بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، آج مَیں یہ بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے خدام اور اطفال کس طرح موجودہ دَور میں اپنے دینی مقاصد کو بہترین رنگ میں پورا کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ مَیں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ

مجلس خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کے رُکن ہونے کا بنیادی مقصد آپ کے دینی، علمی اور روحانی معیار کو بلند کرنا ہے۔

اجتماعات میں دینی اور علمی پروگراموں کے ساتھ ساتھ آپ کو کھیلوں اور گیمز میں حصہ لینے کا بھی موقع ملتا ہے، جنہیں بلاشبہ آپ میں سے بہت سے لوگ پسند کرتے ہیں۔ تاہم آپ کی اصل ترجیح صرف کھیل کے نتیجے پر، یا یہ کہ کون جیتتا ہے اور کون ہارتا ہے، نہیں ہونی چاہیے۔ بلکہ

ذیلی تنظیموں کے زیرِ اہتمام کھیلوں اور گیمز کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ممبران جسمانی طاقت اور صحت حاصل کریں، کیونکہ یہ چیز انہیں اللہ کے حقوق ادا کرنے اور اپنی دینی و علمی ترقی کے فرائض پورے کرنے میں مدد دیتی ہے۔

بد قسمتی سے آج کے دَور میں بہت سے نوجوان اپنا سارا فارغ وقت آن لائن ویڈیوز دیکھنے، ٹی وی پروگرامز دیکھنے یا ویڈیو گیمز کھیلنے میں گزارتے ہیں، بجائے اس کے کہ وہ صحت مند آؤٹ ڈور سرگرمیوں اور کھیلوں میں حصہ لیں۔ اسی لیے ہمارے اجتماعات میں کھیل اور گیمز اس مقصد کے لیے رکھے جاتے ہیں کہ نوجوان باہر کی فضا میں تازہ ہوا لیں، جسمانی صحت بہتر بنائیں اور اپنی فٹنس کو سنواریں۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض اوقات احمدیوں میں بھی ذاتی مفاد یا اَنا غلط رویوں کو جنم دیتی ہے۔ مثال کے طور پر اس سال مَیں نے "مسرور کرکٹ ٹورنامنٹ" کو منسوخ کیا تھا کیونکہ کچھ لوگوں کے دل و دماغ میں بھائی چارے کی بجائے ذاتی مفاد اور تکبر آ گیا تھا۔ بجائے اس کے کہ یہ ٹورنامنٹ محبّت اور اخوت کو فروغ دیتا، اس نے اختلافات اور کینہ پیدا کر دیا۔ جب کوئی چیز کدورت یا دشمنی کو بڑھائے تو بہتر یہی ہے کہ اسے روک دیا جائے تاکہ مزید جھگڑوں سے بچا جا سکے۔ امید ہے کہ جو لوگ اصل مقاصد سے ہٹ گئے تھے وہ اپنی اصلاح کریں گے اور بہتری کی جانب مائل ہوں گے۔

احمدیوں کو چاہیے کہ جب بھی وہ کوئی کھیل کھیلیں تو حقیقی اسپورٹس مین اسپرٹ کا مظاہرہ کریں۔ اعلیٰ اخلاق، برداشت اور دوسروں کے احترام کا ایسا معیار قائم ہونا چاہیے جو احمدی نوجوانوں کو دوسروں سے ممتاز کرے۔

اگر ہم بلند اخلاقی معیار نہ دکھا سکیں تو احمدی ہونے کا کیا فائدہ؟ اسی لیے مَیں پھر کہتا ہوں کہ ہمارے کھیلوں کے پروگرام اس مقصد کے لیے ہوتے ہیں کہ خدام اور اطفال کی ذہنی نشوونما ہو تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق، انسانیت کے حقوق اور جماعت کی خدمت بہترین انداز میں کر سکیں۔

اس کے برعکس، ٹی وی کے سامنے فضول بیٹھے رہنا یا موبائل پر مسلسل اسکرولنگ کرنا جسمانی اور ذہنی صحت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ مزید یہ کہ انٹرنیٹ پر بے شمار خطرناک اور غیر اخلاقی مواد آسانی سے دستیاب ہے جو اخلاقی اقدار کو کھوکھلا کرتا ہے اور نفرت کو ہوا دیتا ہے۔ اب تو مصنوعی ذہانت (AI) نے اس خطرے کو ایک نئی جہت دے دی ہے۔ مَیں کئی سال سے اس کے نقصانات کے بارے میں خبردار کرتا رہا ہوں اور آج ہم تقریباً روزانہ اس کے خوفناک نتائج دیکھ رہے ہیں۔ چند ہی دن پہلے امریکہ میں ایک معروف سیاسی کارکن کے قتل کے بعد اُس ریاست کے گورنر نے عوامی سطح پر نوجوانوں کو نصیحت کی کہ وہ اپنے

آلات (devices) بند کریں، گھروں سے باہر نکلیں، اپنے خاندان کے ساتھ وقت گزاریں اور اپنی کمیونٹیز کی خدمت کریں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی بچپن ہی سے خلافت کی راہنمائی میں پروان چڑھتے ہیں اور اُنہیں جدید معاشرے کے خطرات اور فتنوں کے بارے میں بار بار متنبہ کیا جاتا ہے۔ اگر ہم حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے پر نظر ڈالیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مختلف طبقوں کی اخلاقی تربیت اُن کی ضروریات، صلاحیتوں اور ماحول کے مطابق نہایت حکمت سے فرمائی۔ آپؓ نے اُن کی ذمہ داریوں اور مقاصد کی وضاحت کی اور اسی مقصد کے تحت مجلس خدام الاحمدیہ قائم کی اور احمدی نوجوانوں کو اُن کی عمر اور صلاحیت کے مطابق سمت عطا فرمائی۔

جیسا کہ آپ سب بخوبی جانتے ہیں حضرت مصلح موعودؓ نے آپ خدام الاحمدیہ کو ایک عظیم الشان اور نہایت گہرا نعرہ عطا فرمایا کہ

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"۔ یہ نعرہ ماضی میں بھی آپ کے لیے ایک زبردست چیلنج تھا اور آج بھی ایک عظیم ذمہ داری کے طور پر آپ کے سامنے ہے۔ یہ الفاظ اس حقیقت کے گواہ ہیں کہ آپ خدام پر لازم ہے کہ آپ نہ صرف اپنی قوم بلکہ ساری دنیا کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کریں۔

دنیا کو حقیقی امن و سکون کی طرف لے جانے کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ آپ کو اپنی آخری سانس تک حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مشن کو پورا کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرتے رہنا ہے۔

تاہم دوسروں کی طرف توجہ دینے سے پہلے ہر احمدی نوجوان کو اپنے اندر جھانکنا ہوگا۔ ہر فرد کی ذاتی اور باطنی اصلاح ہی وہ بنیاد ہے جو اینٹ پر اینٹ رکھ کر ایک شاندار روحانی، اخلاقی اور علمی انقلاب کی تعمیر کرے گی۔ یہی وہ پیغام

اور حقیقت ہے جس کی نمائندگی حضرت مصلح موعودؓ کے عطا کردہ اس نعرہ میں کی گئی ہے۔

جیسا کہ مَیں پہلے بھی کہہ چکا ہوں، جسمانی طور پر صحتمند اور مضبوط ہونا آپ کو ان بلند مقاصد کے حصول میں مدد دے گا۔ مختلف تحقیقات اور رپورٹس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جو لوگ جسمانی طور پر صحت مند ہوں اور علمی اعتبار سے منظم، محنتی اور باقاعدہ ہوں، وہ اپنے جذبات پر قابو پانے اور درست فیصلے کرنے کی زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ اس کا فائدہ صرف اُنہیں ہی نہیں ہوتا بلکہ وہ معاشرے پر بھی مثبت اثر ڈالنے کے قابل ہو جاتے ہیں، کیونکہ اُن کی سوچ زیادہ بالغ، گہری اور بصیرت افروز ہوتی ہے۔

بالآخر جب وہ گہرائی سے اور عقل کے ساتھ سوچتے ہیں، خصوصاً بطور خدام الاحمدیہ کے ارکان جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے، تو اُن کی سوچ انہیں خدا کے قریب لے جاتی ہے۔ پس حضرت مصلح موعودؓ کے عطا کردہ اس نعرے میں یہی فلسفہ کارفرما ہے کہ اگر ہمارے خدام اور اطفال اپنی اصلاح اور کردار سازی میں سنجیدگی سے محنت کریں، تو ہر احمدی نوجوان کے پاس یہ صلاحیت ہے کہ وہ احمدیت کا ایک درخشاں ستارہ بن سکے۔

اسی لیے اجتماع میں کیے جانے والے تمام پروگرام اور تقاریر کا مقصد یہی ہے کہ آپ کے ذہنوں کو مثبت سمت دی جائے اور آپ کی روحانی، اخلاقی، جسمانی اور علمی ترقی کو فروغ دیا جائے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ دینی علم حاصل کرنے کا بنیادی ذریعہ قرآنِ کریم کا مطالعہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مقامی سطح پر منعقد ہونے والے پروگراموں اور اجتماعات میں تلاوت اور قرآن کے مطالعہ سے متعلق علمی مقابلے شامل کیے جاتے ہیں۔

اسی مقصد کے لیے کہ آپ قرآنِ کریم کے بلند مقام اور اس کی لامحدود برکات کا عرفان حاصل کر سکیں، میں نے اس سال کے اجتماع کا مرکزی موضوع ”قرآنِ کریم۔ جواہرات کی تھیلی“ منتخب کیا تھا۔

ہر خادم اور طفل کو چاہیے کہ روزانہ قرآنِ کریم کی تلاوت کرے، اس کے معانی کو سمجھے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔ فضول وقت ضائع کرنے کی بجائے، خواہ وہ نامناسب فلموں اور پروگراموں پر ہو یا انٹرنیٹ اور سوشل میڈیا پر بے شمار گھنٹوں کے ضیاع پر،

آپ کا پختہ عزم ہونا چاہیے کہ قرآنِ کریم اور اس

کی تعلیمات کے ذریعے اپنے علم میں اضافہ کریں۔ قرآن کو اپنی اصلاح اور اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط کرنے کا ذریعہ بنائیں۔

یہ قرآن ہی ہے جو آپ کو معاشرے کا ایک مثبت اور نفع رساں وجود بنائے گا۔ پس بطور ایک مومن آپ کا مقصد ہمیشہ یہ ہونا چاہیے کہ قرآنِ کریم کے ہر لفظ کو محبّت اور شوق سے پڑھیں اور اس پر غور کریں۔

بعض اوقات ترجمہ سمجھنے میں دشواری ہو سکتی ہے، اس لیے ضروری ہے کہ آپ جماعت کی طرف سے شائع ہونے والی تفاسیر کا مطالعہ بھی کریں۔ آپ کی یہ عمر سیکھنے اور یاد رکھنے کے لیے سب سے موزوں ہے، کیونکہ نوجوانی میں دماغ زیادہ زرخیز ہوتا ہے اور نئی معلومات کو آسانی سے جذب کر لیتا ہے۔

قرآنِ کریم کے مطالعہ کے ساتھ ساتھ آپ پر لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت زندگی اور پاکیزہ سیرت کا بھی مطالعہ کریں، کیونکہ آپؐ کی پوری زندگی ہمارے لیے ایک لازوال نمونہ ہے جس سے ہمیں سیکھنا اور جس کی پیروی کرنا ہے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس کا قرب چاہتا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کو اپنائے۔

مزید بر آں، اجتماع میں شامل ہونے کا حقیقی فائدہ اسی وقت حاصل ہو گا، جب آپ یہاں سیکھی ہوئی باتوں کو اپنی عملی زندگی میں اپنائیں۔ صرف دو تین دن کے لیے خدا سے تعلق جوڑنے کی کوشش کافی نہیں، بلکہ ہر روز اپنے تعلق کو بڑھانا اور اللہ تعالیٰ سے وابستگی کو اپنی اوّلین ترجیح بنانا ضروری ہے۔ آپ کو چاہیے کہ روزانہ قرآنِ کریم کی تلاوت اور اس کے مطالعہ کے لیے خاص وقت مقرر کریں۔ اگر آپ اخلاص سے اس کی کوشش کریں گے تو ان شاء اللہ آپ اپنی زندگی میں ایک عظیم روحانی اور اخلاقی انقلاب دیکھیں گے۔ آپ کے دل اور دماغ خود بخود اللہ کی طرف مائل ہوں گے اور وہ آپ کو اس معاشرے کے ہر موڑ پر چھپے خطرات اور گمراہیوں سے بچائے گا، اور آج کی دنیا کی فریب دہ کششوں سے محفوظ رکھے گا۔

قرآنِ کریم ہمیں ایک اَور بنیادی وصف سچائی کی تعلیم دیتا ہے۔ ہر صورت حال میں سچائی پر قائم رہنا چاہیے، چاہے حالات کتنے ہی مشکل کیوں نہ ہوں۔ ہر احمدی، چاہے نوجوان ہو یا بوڑھا، کاروبار، مالی معاملات اور دیگر امور میں اعلیٰ ترین معیار کی سچائی اور ایمانداری قائم رکھے۔ مکمل دیانتداری ہر احمدی کی پہچان ہونی چاہیے، تاکہ ہماری جماعت دنیا کو منور کر سکے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے جھکنے اور اس کی عبادت کی طرف راہنمائی کر سکے۔

ایک اور غیر اخلاقی عمل جو بعض افراد میں پیدا ہوا ہے وہ ہے غیبت، حقیقت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا، امانتوں میں خیانت اور دوسروں کی تکالیف میں خوشی محسوس کرنا، یا فساد بھڑکانے کے لیے ایسا کرنا۔ آج کے سوشل میڈیا کے دَور میں یہ اَور بھی آسان ہو گیا ہے۔ لوگ اس رویے کو مذاق کہہ کر جائز قرار دیتے ہیں، لیکن یہ کام دشمنی، بغض اور نفرت پیدا کر سکتے ہیں اور سماجی نظام کو بھی خراب کر سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ کبھی بھی ایسے کاموں میں ملوث نہ ہوں۔

اگر سوشل میڈیا استعمال کرنا ہے تو اسے مثبت کاموں، حقائق کی اشاعت، اللہ تعالیٰ کے احکام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اخلاقی و روحانی تعلیمات کے فروغ کے لیے استعمال کریں۔ اسے فضول تفریح یا بے معنی اور غیر اخلاقی مواد پھیلانے کے لیے نہ استعمال کریں، نہ دوسروں کو اذیت پہنچانے یا نفرت و تقسیم

پیدا کرنے کے لیے۔ سوشل میڈیا صرف نیک اور فائدہ مند کاموں کے لیے استعمال کریں۔

اگر ہم دنیا کو بہتر بنانے کے خواہاں ہیں تو ہمیں پہلے اپنے دل میں یہ دیکھنا ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کے دلوں میں کس طرح روحانی انقلاب برپا کیا۔ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جنّت میں جانے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ آج بھی لوگ یہی سوال کرتے ہیں! آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ، نماز باجماعت ادا کرو، زکوٰۃ دو یعنی اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے رشتہ داروں سے محبّت اور رحمت کا سلوک کرو۔ اگر یہ سب کریں تو جنت میں جائیں گے۔ رشتہ داروں سے محبّت کا مطلب اپنے تمام قریبی رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ بعض نوجوان احمدی خواتین مجھے یہ بتاتی ہیں کہ ان کے شوہر یا ساس وسسر انہیں اپنے خاندان سے ملنے نہیں دیتے۔ یہ رویّہ اسلام کی تعلیمات کی صریح خلاف ورزی ہے۔ جو لوگ ایسے ظلم کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ اپنی اصلاح کریں اور اپنی بیویوں اور بہوؤں کے ساتھ محبّت اور ہمدردی کا سلوک کریں۔

اگر شوہر کے والدین ایسے دکھ اور رنج کا سبب بنیں تو انہیں یاد دلانا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کے لیے جنّت کی خوشخبری دی ہے جو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں، تو پھر وہ اپنی بہوؤں اور بچوں کو ایسا کرنے سے کیوں روکیں؟ یاد رکھیں، اگر آپ کے والدین آپ کو اللہ یا اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام بجالانے سے روکتے ہیں، تو بچوں پر فرض ہے کہ اچھے اخلاق اور شائستگی کے دائرے میں رہتے ہوئے والدین کی راہنمائی کریں۔ اس میں کچھ بھی نامناسب نہیں۔

حضور انور نے آخر پر ارشاد فرمایا کہ اب جبکہ ہم اس اجتماع کے اختتام کے قریب پہنچ رہے ہیں، مَیں قرآنِ کریم کے مطالعے کی اہمیت پر دوبارہ زور دینا چاہتا ہوں۔ بے شک جب آپ قرآن کو غور سے پڑھیں گے تو اس میں ایک بے پناہ الٰہی حکمت پائیں گے جو آپ کی راہنمائی کرے گی کہ کن باتوں کو اپنانا ہے اور کن سے بچنا ہے۔

مَیں نے صرف اس کی تعلیمات کا ایک چھوٹا سا حصّہ بیان کیا ہے۔

اگر جماعت کے نوجوان، بچے اور بزرگ سب مل کر قرآن کی تعلیمات کے مطابق حقیقی طور پر زندگی گزاریں تو ہم دنیا میں ایک حقیقی روحانی اور اخلاقی انقلاب کی داغ بیل ڈال سکتے ہیں۔

ورنہ صرف زبانی دعوے کرنا کہ ہم دنیا کو بدلیں گے، کچھ نہیں بلکہ محض کھوکھلی باتیں ہوں گی۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم احمدی ہیں، لیکن ہم اپنا حقیقی مقصد، جماعت کے ساتھ تعلق مضبوط کرنا اور ان اجتماعات سے فائدہ اٹھانا، تبھی حاصل کر سکتے ہیں جب ہم اللہ کے احکام، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ہدایات کو سمجھیں اور ان پر عمل کریں۔

ہمارا فرض ہے کہ اسلام کی ہر تعلیم پر اپنی استعداد کے مطابق عمل کریں۔

اگر آپ نوجوان احمدی اس مقام تک پہنچیں کہ آپ مخلص اور وفادار نوجوان بن جائیں، جو اپنے دینی عہدوں پر قائم رہیں اور دوسروں کی اصلاح اور دنیا میں روحانی بیداری لانے میں قیادت کریں، تو یہی حقیقی کامیابی ہوگی۔ بصورت دیگر، صرف نعرہ لگانا کہ قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی بے معنی ہے اور کوئی مقصد پورا نہیں کرتا۔

ہمیں ہمارا حقیقی مقصد تبھی حاصل ہوگا جب اس نعرے کو بلند کرنے کے ساتھ ساتھ ہم اپنی ہر توانائی سے اپنی اصلاح کریں اور پھر انسانیت کی اصلاح کی راہ میں قدم بڑھائیں۔

اختتامی دعا سے قبل حضور انور نے فرمایا کہ آج جب آپ یہاں سے روانہ ہوں، اپنے آپ سے پوچھیں کہ کیا آپ اُن خدام و اطفال میں شامل ہوں گے جو واقعی اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں اور دنیا کو اللہ کی طرف، اللہ تعالیٰ کی عبادت، امن اور سچائی کی طرف راہنمائی کرنا چاہتے ہیں؟ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور آپ سب احمدیت کے حقیقی درخشاں ستارے بنیں۔ آمین۔

(الفضل انٹرنیشنل 27؍ ستمبر 2025ء)

واقفین نو اطفال

ترانۂ اطفال

سبھی کو وہی رزق پہنچا رہا ہے ‏ ہر اک اپنے مطلب کی شے کھا رہا ہے
ہر اک شے کو روزی وہ دیتا ہے ہر دم ‏ خزانے کبھی اس کے ہوتے نہیں کم
وہ زندہ ہے اور زندگی بخشتا ہے ‏ وہ قائم ہے ہر ایک کا آسرا ہے
کوئی شے نظر سے نہیں اس کے مخفی ‏ بڑی سے بڑی ہو کہ چھوٹی سے چھوٹی
دلوں کی چھپی بات بھی جانتا ہے ‏ بدوں اور نیکوں کو پہچانتا ہے
وہ دیتا ہے بندوں کو اپنے ہدایت ‏ دکھاتا ہے ہاتھوں پہ ان کے کرامت
ہے فریاد مظلوم کی سننے والا ‏ صداقت کا کرتا ہے وہ بول بالا
گناہوں کو بخشش سے ہے ڈھانپ دیتا ‏ غریبوں کو رحمت سے ہے تھام لیتا
یہی رات دن اب تو میری صدا ہے ‏ یہ میرا خدا ہے یہ میرا خدا ہے

والدین کے حق میں دعا

رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا

ترجمہ:

اے میرے ربّ! ان دونوں پر رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی۔

ہمارا خدا

خدا کا نام لے کر کھڑے ہونے والوں کی مدد میں ایک قادر المطلق ہستی کا ہاتھ کام کرتا ہے جس کے مقابل میں دُنیا کے ساز و سامان ایک مُردہ کیڑے کی بھی حیثیت نہیں رکھتے

(قسط نمبر 32)

غلبہ رُسل کی دلیل (حصہ سوم)

آؤ اب حضرت مسیح ناصری کا نظارہ کریں۔ بنو اسرائیل کی ایک غریب بے بیاہی لڑکی کے گھر میں لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ بد باطن یہود چہ میگوئیاں کرتے ہیں کہ لڑکی تو بھی بیاہی نہیں گئی یہ لڑکا کہاں سے آگیا؟ اور اس بات کو بُھول جاتے ہیں کہ پیدائش ایک سابقہ پیشگوئی کے مطابق تھی۔ (یسعیاہ باب 7 آیت 14) اور اس بات کو بھی بھول جاتے ہیں کہ مسیح کی کم از کم ماں تو موجود ہے۔ حضرت آدم کا تو ان کے خیال کے مطابق نہ باپ تھا نہ ماں۔ خیر یہ بے باپ کا لڑکا بڑا ہوتا ہے اور پھر روح القدس کی تائید پا کر وہی پرانی آواز بلند کرتا ہے جو حضرت کرشن نے ہندوستان میں اور حضرت ابراہیم نے شام میں اور حضرت موسیٰ نے مصر میں بلند کی تھی مگر یہود جو پہلے سے ہی اُسے کج آنکھوں سے دیکھ رہے تھے غیظ و غضب سے بھر جاتے ہیں اور آخر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ یہود کی سازش سے مسیح کو صلیب پر لٹکا دیا جاتا ہے اور یہود خوش ہوتے ہیں کہ ہم نے میدان مار لیا۔ لیکن مسیح کے پیچھے کسی اور کا ہاتھ تھا۔ وہ اپنے نام لیوا کی مدد کو آتا ہے اور اُسے اس ذلت کی موت کے مونہہ سے نکال لیتا ہے اور اپنے محبت کے کلام سے اُسے یوں تسلی دیتا ہے کہ "آج میری ایک مصلحت سے یہود نے تجھ پر ایک عارضی تسلط پایا ہے۔ لیکن میں تیرا وفادار آقا ہوں اب قیامت تک یہ یہود تیرے حلقہ بگوشوں کے پاؤں کے نیچے رہیں گے۔ اور دُنیا دیکھ لے گی کہ دراصل تو نے فتح پائی ہے نہ کہ ان یہود نے" آج دُنیا کیا نظارہ دیکھتی ہے؟ کیا مسیح کے خادم ساری دنیا پر ایک سیل عظیم کی طرح نہیں چھا رہے؟ اور یہود کا کیا حال ہے؟ وہی یہود جو ایک دن مسیح کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھتے تھے اور تمسخر کے ساتھ کہتے تھے کہ دیکھو یہ ہمارا بادشاہ ہے آج مسیح کے خادم رحم کھا کر اُن کے سروں پر ارضِ مقدس کی بادشاہت کا تاج رکھنا چاہتے ہیں مگر کوئی رکھنے نہیں دیتا اور آج تک بنی اسرائیل کی ساری قوم مسیح کو صرف چند گھنٹوں کے لئے سولی پر لٹکانے کی وجہ سے گویا اُنیس سو سال سے خود سولی پر ٹکی ہوئی ہے۔ اللہ اللہ! خدا کی بھی کیسی عبرتناک پکڑ ہے۔ پھر سب کے سردار محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کے وجود باجود کی طرف نگاہ کرو۔ قریش کے ایک معزز مگر غریب گھرانے کے لڑکے کی شادی ایک حیا پرور لڑکی سے ہوتی ہے۔ خاوند اور بیوی بہت تھوڑا عرصہ اکٹھا رہنا پاتے ہیں کہ اس لڑکی کے سر سے خاوند کا سایہ اُٹھ جاتا ہے۔ وہ لڑکی اس وقت حمل سے ہے اور اُس کے پیٹ کا بچہ اس کے خاوند کی یاد کو اس کے معصوم دل میں اور بھی زیادہ دردناک طور پر تازہ رکھ رہا ہے۔ خیر وہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ ماں اُسے دیکھتی ہے اور گو اس وقت اُس کے مرحوم خاوند کی یاد زیادہ در زیادہ درد والم کے ساتھ اس کے دل میں تازہ ہو رہی ہے مگر وہ خوش بھی ہے کہ اس کے خاوند کے نام کو زندہ رکھنے والا بچہ اب اُس کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ وہ اُسے قریش کی رسم کے مطابق کسی بدوی دایہ کے سپرد کرنا چاہتی ہے۔ مگر یتیم بچے کو کون لے؟ آخر بڑی تلاش کے بعد ایک دایہ ملتی ہے جو بچے کو اپنے ساتھ لے جانے پر رضامند

ہو جاتی ہے اور اس طرح یہ نبیوں کا سرتاج عرب کے صحرائی جھونپڑوں میں اپنی زندگی کے ابتدائی دن گزارتا ہے۔ جب عمر ذرا بڑی ہوتی ہے تو یہ بچہ اپنی ماں کے پاس واپس آجاتا ہے۔ مگر زیادہ عرصہ نہیں گذرتا کہ ماں بھی عالم ارواح میں اپنے مرحوم خاوند سے جا ملتی ہے اور یہ بچہ بغیر ماں باپ کے رہ جاتا ہے۔ اس کے بعد بعض رشتہ داروں کی آغوش تربیت میں یہ بچہ جوان ہوتا ہے اور بڑا ہو کر دوسرے قریش کی طرح تجارت کے کاروبار میں مصروف ہو جاتا ہے اور اسی حالت میں اس کی عمر کے سال گذرتے جاتے ہیں۔ وہ بالکل ان پڑھ اور اُمّی ہے مگر اپنے اخلاق فاضلہ سے قریش میں خاص عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور لوگ اُسے "امین" کے لقب سے پکارتے ہیں۔ جب اُس کی عمر چالیس سال کے قریب ہوتی ہے تو اُس کی طبیعت خلوت گزینی کی طرف مائل ہو جاتی ہے اور قریش کے عادات و رسوم اور اُن کا مذہب اس کی سلیم فطرت کو قابل نفرت نظر آتے ہیں۔ وہ ایک اعلیٰ ضابطہ اخلاق اور دل کو سچی تسکین دینے والے مذہب کی تلاش میں سرگردان رہتا ہے۔ مکہ کے پاس ایک ویران پہاڑ ہے جس میں ایک ویران غار ہے۔ یہ جگہ اُسے اپنی خلوت نشینی کے لئے پسند آتی ہے اور وہ دن رات اُسی کے اندر بیٹھا رہتا ہے اور ایک نامعلوم ہستی کی یاد میں جو اُس کے بے چین دل کو تسکین دے سکے اپنا وقت گزارتا ہے۔ اس کا کوئی راز دار نہیں ہے مگر اس کی بوڑھی بیوی جو مکہ میں رہتی ہے اور اپنے خاوند کو پریشان دیکھ کر خود پریشان ہوئی جارہی ہے۔ اسی طرح وقت گذرتا جاتا ہے اور آخر وہ وقت آتا ہے کہ اس نامعلوم ہستی کی ضیاء پاش کرنیں جس کی تلاش میں وہ سرگردان ہے اس کے قلب صافی پر گرنی شروع ہوتی ہیں اور عالم روحانی کا وسیع منظر اُس کی نیم باز آنکھوں کے سامنے کھلنا شروع ہوتا ہے۔ پھر مختصر یہ کہ زیادہ عرصہ نہیں گذرتا کہ وہ اس پردہ مستوریت سے باہر آکر اپنے خُداداد منصب کو قریش کے سامنے پیش کرتا ہے اور ان کو اُس خُدا کی طرف بلاتا ہے جو اس دُنیا کا خالق و مالک ہے اور

جس کے بغیر اور کوئی خدا نہیں۔ سردارانِ قریش اُس کی اس بات کو سُن کر ہنس دیتے ہیں اور اُسے قابل التفات نہیں سمجھتے۔ مگر وہ اپنے کام میں لگا رہتا ہے اور آخر چند سمجھدار وفا شعار لوگ اس کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اُس کی باتوں پر ایمان لاکر اس کے کام میں ہاتھ بٹانے لگتے ہیں۔ اب اُس کی قوم کی بھی آنکھیں کھلتی ہیں اور وہ یہ محسوس کرنے لگتی ہے کہ یہ آواز صرف ہنس کر ٹال دینے والی نہیں بلکہ اگر اس کی روک تھام نہ کی گئی تو یہ آواز ان کی قوم میں پھوٹ اور جتھہ بندی پیدا کر دیگی۔ اور اب سے اس عظیم الشان اور تاریخ عالم میں بے نظیر مذہبی جنگ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جس نے بیس سال تک عرب کے وسیع ملک میں ایک زلزلہ اور طوفان برپا کر رکھا اور ملک کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک ایک ایسی آگ لگادی جو اُس وقت تک نہیں بجھی جب تک کہ سارا ملک ایک واحد خُدا کے جھنڈے کے نیچے جمع نہیں ہو گیا۔

(ہمارا خدا۔ مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمدؓ صفحہ 133 تا 136)

عبدِ کامل ﷺ کی عبادت الٰہی کے مختلف طریق

(ابو حمدانؔ)

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے جہاں مومنین کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ(البقرۃ:166) یعنی خدا کو ایسا یاد کرو جیسا کہ اپنے باپوں کو بلکہ اس سے بہت زیادہ۔ وہاں اس نسخہ پر عمل کرنے کا بھی ایک طریق بتلا دیا کہ فَاذۡکُرُوا اللّٰہَ کَذِکۡرِکُمۡ اٰبَآءَکُمۡ اَوۡ اَشَدَّ ذِکۡرًا (البقرۃ: 201) کہ مومن کی شان تو یہی ہے کہ وہ خدا سے شدید محبت کرے اور محبت بھی ایسی جو انسان اپنے والدین سے کرتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ گویا ایک بے لوث اور بغیر کسی لالچ اور عوض کے۔

چنانچہ یہ وہ کلیدی نسخہ ہے جو خدا کے برگزیدہ اور محبوب ترین ہستی حضرت محمد ﷺ نے اپنے قول و فعل سے نہ صرف کر کے سکھایا بلکہ اس کی تو ساری حیات ہی اسی کی غماض تھی بلکہ اسی عشق الٰہی میں شدید محویت اور اپنی ذات کو کلیۃً بھلا دینے پر خدا نے خود اس محبوب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی (الضحیٰ:8) اس کی تفسیر میں حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں:

”... محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشق الٰہی میں محو ہو گئے تھے اور ہر وقت کھوئے کھوئے رہنے لگ گئے تھے اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا پسند آئی اور یہ عشق اس کے عشق کو جذب کرنے کا موجب ہو گیا۔ پس جو عاشق اس کے عشق میں کھویا گیا تھا وہ اسے خود جا کر اپنے دروازہ تک لے آیا۔“ (تفسیر کبیر جلد 1 صفحہ 53۔ ایڈیشن 2023ء)۔ اسی دو طرفہ محبت اور عشق کو مزید سمجھنے کے لئے حضرت سلیمانؑ سے منسوب غزل الغزلات کی وہ آیت مزید وضاحت کرتی نظر آتی ہے جہاں خدا نے اپنے اسی محبوب ﷺ کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ’اس کا منہ شیرینی ہے ہاں وہ سراپا عشق انگیز ہے۔ اے یروشلم کی بیٹیو! یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے‘۔ اس بیان کی شیرینی اور اس کی لطافت کے لئے اس کو اصل عبرانی زبان میں بھی پڑھنے کا الگ ہی لطف ہے، جو خود محمد ﷺ کی صداقت کی ایک اور دلیل ہے کہ معشوق نے عاشق کی خوبیاں مختلف زبانوں میں بیان کی ہیں۔ چنانچہ اصل عبرانی کے الفاظ یہ ہیں:

חִכּוֹ, מַמְתַקִּים, וְכֻלּוֹ, מַחֲמַדִּים; זֶה דוֹדִי וְזֶה רֵעִי, בְּנוֹת יְרוּשָׁלָם.

(خِکو مَمْتَکِیمْ وَخُلو مَحَمدِیم زِہ دُودِی وَزِہ رےعِی بَانُوتْ یَارُوشَالاَم)

چنانچہ روایات سے پتہ لگتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہی آپ کی والدہ کو خواب میں آپ کا نام محمد بتلایا تھا۔ (سیرت ابن ہشام) آیئے اسی محبوب خدا کی ذاتِ بابرکت سے اپنے رب کی عبادت کے مختلف طریق بھی ملاحظہ کرتے ہیں کہ گویا اس ذات نے ہر ایک کیفیت، عمل، نوعیت میں یاد کیا تو محض اپنے خدا کو، نیت تھی تو بس یہی کہ کس طرح میں عبدًا شکورًا بن سکوں۔

آیئے اسی ذات اقدس کی سیرت سے کچھ ایسے واقعات دیکھتے ہیں جو ہمیں خدا کے عشق اور اس کی عبادت میں محویت دکھاتے ہیں۔ سب سے اول تو ایک بیٹے کا اپنی ماں کی قبر پر دعا نہ کرنا اور اس کا سبب فقط یہ کہ کیونکہ وہ مشرکہ تھیں اس لئے دعا کرنا جائز نہ تھا۔ ایک بیٹے کی اتنی بڑی قربانی وہ بھی محض للہ۔ پھر چالیس سال کی عمر کے قریب پہنچے تو اپنے خدا اور حقیقی خدا کی تلاش میں سرگرداں تھے کہ غار حراء میں رات دن اسی محبوب کی تلاش میں منہمک ہیں۔ بسا اوقات یہ عبادت اس قدر طوالت اختیار کر جاتی کہ روایات بتاتی ہیں کہ آپ کے پاؤں مسلسل کھڑے رہنے کے باعث متورم ہونے لگتے تھے۔ چنانچہ اسی امر سے متعلق حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ حضور آپ کو تو اللہ تعالیٰ نے جنت کی بشارت

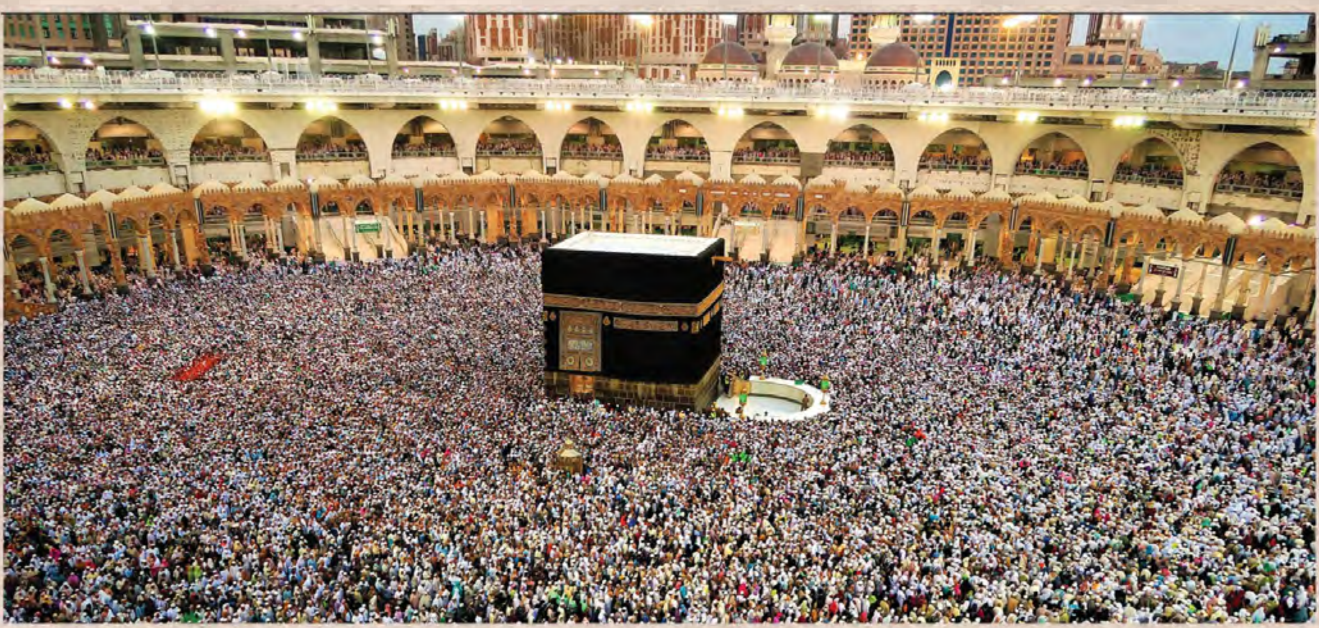

دے رکھی ہے پھر آپ کیوں اس قدر تکلیف اٹھا کر عبادت بجالاتے ہیں۔

اس پر آپ ﷺ کا ایک ہی جواب تھا اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔ کیا میں اللہ پاک کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔(مسلم، حدیث:7126)

رسول اللہ ﷺ کو نماز سے بے انتہا عشق تھا اسی لئے آپ نے نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک فرمایا۔(معجم کبیر، حدیث: 1012)جب نماز کا وقت ہوتا تو آقا کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرماتے:"قُمْ یَا بِلَالُ فَاَرِحْنَا بِالصَّلٰوۃِ" اے بلال !اٹھو اور ہمیں نماز سے راحت پہنچاؤ۔"(ابو داؤد، حدیث:4986)

صرف فرض نمازوں میں ہی نہیں، حضور ﷺ تو اپنے خدا کے لئے انتہائی مستعدی سے نماز تہجد بھی ادا کیا کرتے تھے بلکہ اس پر تو دوام حاصل رہا۔ کچھ روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نماز عشاء کے بعد کچھ دیر سوتے اور پھر اٹھتے اور پھر سو جاتے۔ رمضان کے مہینہ میں تو آپ کی عبادات جیسے نئے روپ میں آجایا کرتی تھیں۔ سارا سارا دن روزہ اور ساری رات عبادت میں کوشاں۔ اپنی ازواج سے بھی گویا علیحدگی اختیار کر لیتے کہ یہ وقت میرا اور میرے رب کا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیثِ پاک میں یہ بھی ہے "کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللّٰہَ عَلَی کُلِّ اَحْیَانِہِ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت اللہ پاک کا ذکر کرتے رہتے تھے۔(مسلم، حدیث:373)

آپؐ کی محبت الٰہی اور عبادت میں شوق کا اندازہ آپؐ کی عبادات اور ذکر الٰہی سے خوب ہوسکتا ہے۔ آپؐ کا عشق الٰہی کمال کا تھا، اکثر حضرت داؤدؑ کی دعا بڑے شوق سے اپنی دعاؤں میں شامل فرماتے تھے:اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے میں تجھ سے ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچادے۔ اے اللہ !اپنی اتنی محبت میرے دل میں ڈال دے جو میری اپنی ذات، میرے مال، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔(ترمذی، کتاب الدعوات، حدیث 3490)

اسی کیفیت سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے فرمایا:"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ذات کے عاشق زار اور دیوانہ ہوئے اور پھر وہ پایا جو دنیا میں کبھی کسی کو نہیں ملا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ سے اس قدر محبت تھی کہ عام لوگ بھی کہا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ۔ یعنی محمد اپنے رب پر عاشق ہوگیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔"(ملفوظات جلد 6 صفحہ 273۔ ایڈیشن 1984ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اسی نہج اور طریق پر خدا تعالیٰ کی عبادت کرنے والا بنائے۔ آمین

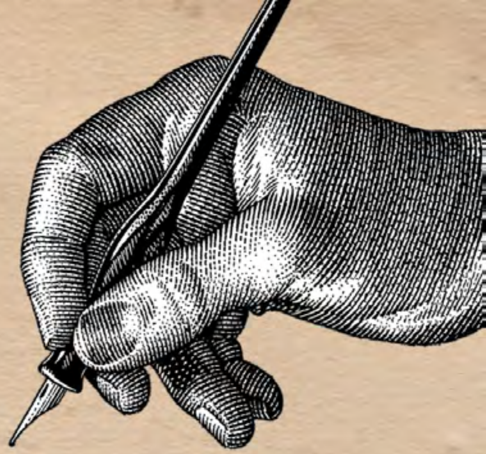

آؤ اُردو سیکھیں
(سبق نمبر 19)

Preposition حرفِ ربط (حصہ سوم)

جیسا کے نام سے ظاہر ہے یہ حروف دو یا دو سے زیادہ اشیاء میں پائے جانے والے تعلق کو بیان کرتے ہیں۔ یہ تعلق وقت اور جگہ کے لحاظ سے بھی ہو سکتا ہے اور کیفیت و حالت کے لحاظ سے بھی۔ مشکل الفاظ سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے ہم ان شاء اللہ آسان ترین الفاظ میں وضاحت کرنے کی کوشش کریں گے۔ گزشتہ سبق میں ہم نے آگے اور طرف کے بارے میں پڑھا تھا آج ہم اس سے آگے کے حروفِ ربط کو جاننے کی کوشش کریں گے۔ تاہم آج کے سبق میں تحقیق کے بعد حروفِ ربط کی ایک نئی فہرست پیش کی جا رہی ہے اور کوشش ہو گی کے ان تمام حروف کو مثالوں سے واضح کیا جا سکے۔

فہرست حروفِ ربط

بِنا، پر، تک، تئیں، سمیت، سے، کر، کو، کے، لیئے، میں، باہر، بغیر، پار، پاس، پیچھے، تلے، موافق، آگے، اوپر، بھروسے، بیچ، پرے، ساتھ، سامنے، سِرے، سنگ، مارے، نیچے، ہاں، اندر، برابر، جز، روبرو، سپرد، گرد، نزدیک، باوجود، باوصف، بجائے، بجز، برخلاف، برعکس، درپے، درپیش، درمیان، باعث، بدلے، بعد، حوالے، خلاف، ذریعے، ذمے، سوا، سوائے، علاوہ، عوض، قبل، قریب، لائق، متعلق، مشابہ، مطابق، بدون، بغیر، مابین، ماتحت، بابت، بدولت، جانب، خاطر، معرفت، نسبت۔

نیچے وہ حروف دیے جا رہے ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے:
کو، سے، میں، کے، تک، پر، آگے، طرف

آج کے سبق کے لیے جو حروف منتخب کیے گئے ہیں وہ ہیں 'نزدیک' اور بنا یا بغیر

Close/ near/ opinion/ affiliation/ association/ proximity نزدیک۔ قریب۔ پاس

ایک حرفِ ربط کی حیثیت سے 'نزدیک' بھی وقت اور جگہ کے لحاظ سے اشیاء کے درمیان پائے جانے والے تعلق کا اظہار کرتا ہے۔ یہ بتاتا ہے کہ کسی چیز کا کسی دوسری چیز سے فاصلہ کتنا کم ہے۔ اس کی وضاحت کے لیے ہم چند مثالوں پہ غور کرتے ہیں۔

میرا گھر مسجد کے نزدیک ہے۔
یعنی میرے گھر سے مسجد کا فاصلہ بہت کم ہے۔
ہمارے گاؤں کے نزدیک کوئی بڑا ہسپتال نہیں ہے۔
یہاں مراد کافی زیادہ فاصلہ ہے۔ یعنی یہ نہیں کہ گاؤں کے بالکل قریب کوئی ہسپتال نہیں بلکہ مراد ہے کہ تیس چالیس کلومیٹر تک کوئی ہسپتال نہیں ہے۔ مگر اس کے لیے بھی نزدیک ہی کا حرفِ ربط استعمال ہو گا۔

نزدیک یعنی رائے

ہمارے استاد کے نزدیک اُردو پڑھنا بہت ضروری ہے۔
یہاں 'استاد کے نزدیک' کا مطلب ہے استاد کی رائے میں۔ یعنی استاد کے خیال میں اُردو پڑھنا بہت ضروری ہے۔
مالی قربانی سے انسان خدا تعالیٰ کے نزدیک آ جاتا ہے۔
یہاں 'نزدیک' سے مراد ہے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا، محبت پانا وغیرہ۔

زید بہت بیمار ہے۔ لگتا ہے اُس کا وقت نزدیک ہے۔
یہاں 'نزدیک' وقت کے لحاظ سے کسی واقعہ کا قریب ہونا ظاہر کر رہا ہے۔ یعنی بیمار کی وفات قریب ہے۔
بکر کی شادی بہت نزدیک ہے۔
اس مثال میں بھی وقت کے لحاظ سے قریب ہونا مراد ہے۔

Closer/ nearer نزدیک تر

جب 'نزدیک' کے 'ساتھ' تر استعمال ہوتا ہے تو کسی کام کے جاری یا پروگیسو ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ مثالیں دیکھیے
سیلاب کا پانی شہر سے نزدیک تر ہوتا جا رہا ہے۔
یعنی سیلاب کا پانی مسلسل آگے بڑھ رہا ہے اور نزدیک ہوتا جا رہا ہے۔

Nearest/ closest نزدیک ترین

ایک اور استعمال 'نزدیک ترین' کا قریب ترین چیز کے لیے بھی ہوتا ہے۔ مثال دیکھیے۔
آپ کے گھر کے نزدیک ترین مسجد کہاں ہے؟
ہم اپنے گھر کے نزدیک ترین ڈاکٹر کے پاس جائیں گے۔
جدید اُردو بول چال میں 'نزدیک تر اور نزدیک ترین' کی بجائے 'سب سے نزدیک' استعمال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح 'قریب' یا 'قریب ترین' بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ انتہائی بے تکلفانہ بول چال میں 'پاس' استعمال ہوتا ہے۔ جیسے
میرے گھر کے پاس ہی ایک پارک ہے۔
ہمارے سکول کے قریب سے ریلوے لائن گزرتی ہے۔
بہر حال ان تینوں حروف کے بعض دیگر استعمالات بھی ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔
جیسے یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ میرے نزدیک (یعنی میری رائے میں) فلاں بات ایسے ہے۔ مگر یہ نہیں کہہ سکتے کہ میرے قریب یا پاس فلاں بات ایسے ہے۔
اسی طرح خدا تعالیٰ کے تعلق میں 'نزدیک اور قریب' تو استعمال ہوتے ہیں مگر 'پاس' البتہ عام بول چال میں خدا تعالیٰ کے 'پاس' جانے کا مطلب وفات پا جانا ہے۔

Have پاس

یہ حرف کسی چیز کی ملکیت کو ظاہر کرنے کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ مثالیں دیکھیے۔
میرے پاس ایک کار ہے۔
یعنی میں ایک کار رکھتا ہوں۔
اس کے پاس بہت علم ہے۔
یعنی وہ بہت تعلیم یافتہ انسان ہے۔

Cross پاس

ایک اور استعمال اس حرف کا قریب سے گزرنے کے لیے کیا جاتا ہے۔ جیسے۔
ایک کار میرے پاس سے گزری۔

Consideration/ regard/ respect پاس کرنا یا لحاظ کرنا

ایک استعمال اس کا یہ بھی ہے کہ کسی کو کہنا یا کسی سے چاہنا کہ وہ آپ کا یا کسی معزز انسان کا لحاظ کرے۔ یا وہ خود اپنے عہد کا خیال کرے اور اس کے لیے 'پاس کرنا' استعمال کیا جاتا ہے۔ مثالیں
انسان کو اپنے وعدوں کا پاس کرنا چاہیے۔
یعنی یہ انسان کی اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اختلاف کے باوجود اپنے وعدے پورے کرے۔
آپ میری ہی بات کا کچھ پاس رکھ لیتے۔
یعنی کچھ عزت دے دیتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

علومِ ظاہری اور علومِ قرآنی کے حصول کے درمیان ایک عظیم الشان فرق ہے۔ دنیوی اور رسمی علوم کے حاصل کرنے کے واسطے تقویٰ شرط نہیں ہے۔ صرف و نحو۔ طبعی۔ فلسفہ۔ ہیئت وطبابت پڑھنے کے واسطے یہ ضروری امر نہیں

ہے کہ وہ صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو اور امر الٰہی اور نواہی کو ہر وقت مدّ نظر رکھتا ہو۔ اپنے ہر قول و فعل کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی حکومت کے نیچے رکھے بلکہ بسا اوقات عموماً دیکھا گیا ہے کہ دنیوی علوم کے ماہر اور طلبگار دہریہ منش ہو کر ہر قسم کے فسق و فجور میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آج دنیا کے سامنے ایک زبردست تجربہ موجود ہے۔ یورپ اور امریکہ باوجودیکہ وہ لوگ ارضی علوم میں بڑی بڑی ترقیاں کر رہے ہیں اور آئے دن نئی ایجادات کرتے رہتے ہیں لیکن اُن کی روحانی اور اخلاقی حالت بہت ہی قابلِ شرم ہے۔ لندن کے پارکوں اور پیرس کے ہوٹلوں کے حالات جو کچھ شائع ہوئے ہیں ہم تو اُن کا ذکر بھی نہیں کر سکتے مگر علومِ آسمانی اور اسرارِ قرآنی کی واقفیت کے لیے تقویٰ پہلی شرط ہے۔

فرمایا: میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دنیا کی توجہ ارضی علوم کی طرف بہت جھکی ہوئی ہے اور مغربی روشنی نے تمام عالم کو اپنی نئی ایجادوں اور صنعتوں سے حیران کر رکھا ہے۔ مسلمانوں نے بھی اگر اپنی فلاح اور بہتری کی کوئی راہ سوچی تو بد قسمتی سے یہ سوچی کہ وہ مغرب کے رہنے والوں کو اپنا امام بنالیں اور یورپ کی تقلید پر فخر کریں۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 282، 283 ایڈیشن 2003ء)

مشکل الفاظ کے معنی

ظاہری علوم: سکولوں، کالجوں اور دنیا کے اداروں میں پڑھائے جانے والے تمام علوم۔ جیسے فزکس، کیمسٹری، بائیولوجی، بزنس وغیرہ۔ لفظ علوم علم کی جمع ہے اور علم سے مراد تمام سائینسز ہیں۔

علومِ قرآنی: قرآنِ مجید کا علم

عظیم الشان: بہت بڑا، بہت نمایاں

دنیوی: دنیا کا

رسمی: Traditional

تقویٰ: خدا تعالیٰ کا خوف، خدا تعالیٰ سے تعلق، روحانیت

صرف و نحو: زبان کا علم، گرامر کا علم

طبعی: Physical Science/ Natural Science

فلسفہ: علمِ فلسفہ Philosophy

ہیئت: علمِ فلکیات (سیاروں، ستاروں، کہکشاؤں وغیرہ کا علم) Astronomy

طبابت: Medical Science

صوم و صلوٰۃ: نماز اور روزہ

امر الٰہی: خدا تعالیٰ کے احکامات۔

نواہی: وہ باتیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

مدّ نظر: عمل کرنا۔ کوئی کام کرتے ہوئے وہ اصول جس کو سامنے رکھا جائے۔

قول و فعل: باتیں اور عمل

بسا اوقات: اکثر

عموماً: جو بات عام پائی جائے۔

ماہر: Expert

طلبگار: Seeker/ Researcher

دہریہ منش: خدا تعالیٰ کی ہستی کا انکار کرنے والے یا ایسے لوگوں کی نقل کرنے والے۔

فسق و فجور: بدیاں برائیاں اللہ تعالیٰ کے نافرمان۔

باوجودیکہ: Despiteit

ارضی علوم: Secular/ Worldly Sciences

اسرار: سِر کی جمع معنی راز، بھید۔

صنعتوں یا صنعتیں: صنعت کی جمع معنی انڈسٹری

مغربی روشنی: Western Culture

فلاح: Success/ Progress

امام بنالینا: Role Model

تقلید: Conformity

بچوں کو اردو سکھانے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟

مورخہ 13؍ستمبر 2025ء، بروز ہفتہ، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے مڈویسٹ ریجن کے ایک تیئیس (۲۳) رکنی وفد کو بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر محض حضورِانور کی اقتدا میں نمازیں ادا کرنے اور آپ کی بابرکت صحبت سے روحانی فیض حاصل کرنے کی غرض سے امریکہ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

جب حضورِانور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔۔۔ دورانِ ملاقات شاملینِ مجلس کو حضورِانور سے مختلف سوالات کرنے نیز ان کے جوابات کی روشنی میں حضورانور کی زبانِ مبارک سے نہایت پُر معارف، بصیرت افروز اور قیمتی نصائح پر مشتمل راہنمائی حاصل کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔

ایک خادم نے راہنمائی طلب کی کہ اگر گھروں میں جہاں انگریزی پہلی زبان ہو اور والدین خود روانی سے اُردو نہ بولتے ہوں، تو ایسی صورت میں بچوں کو اردو سکھانے کا بہترین طریقہ کیاہے؟

سب سے پہلے حضورِانور کے دریافت فرمانے پر سائل نے عرض کیا کہ اس نے اپنے والدین کو سنتے سنتے اردو سیکھی ہے۔

حضورِانور نے راہنمائی فرمائی کہ اگر والدین آپ سے اردو بولیں تو پھر ٹھیک ہے، آپ سیکھ جائیں گے، حتّٰی کہ میرے اپنے نواسے پوتے بھی انگریزی بولتے ہیں۔ جب مَیں ان سے اردو میں کوئی سوال پوچھتا ہوں تو وہ انگریزی میں جواب دیتے ہیں۔ تو یہ یہاں کی عادت ہے اور کیونکہ یہاں کا ماحول بالکل مختلف ہے، وہ سکولوں میں اچھا خاصا وقت گزارتے ہیں، کچھ گھنٹے سکول میں رہتے ہیں اور کتابیں انگریزی میں پڑھتے ہیں۔ اسی لیے وہ انگریزی بولتے ہیں۔ انگریزی پڑھتے ہیں۔ لیکن ہمیں چاہیے کہ ہم ان سے اردو میں بات کریں۔ تو اسی طرح آہستہ آہستہ وہ سیکھ لیں گے۔ یہ تو ہر ایک کی اپنی اپنی capability اور potential ہے کہ کتنا اس کو language سیکھنے کا شوق ہے اور سیکھتے ہیں اور بعض لوگ نہیں سیکھ سکتے۔

باقی صفحہ 37 پر ملاحظہ فرمائیں

آنحضرت ﷺ کا عشقِ الٰہی اور کلام اللہ سے محبت

(ابن سلام)

تاریخِ انسانی کا سب سے قدیم اور بنیادی سوال یہ رہا ہے کہ بندگی کی اصل حقیقت کیا ہے اور انسان و خالق کے درمیان تعلق کی نوعیت کس جوہر پر قائم ہے؟ کبھی یہ سوال فلسفے کے مدرسوں میں موضوعِ بحث رہا جہاں عقل نے اپنے محدود دائرے میں خدا اور انسان کے تعلق کو مجرد تصورات کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی کبھی یہ مذاہبِ عالم کی روایتوں میں چھپا ہوا نظر آیا جہاں رسوم و عبادات کے ذریعے قربِ الٰہی کی تلاش کی گئی اور کبھی یہ صوفیانہ تجربات میں ڈھل کر عشق، وجد اور حال کی زبان بولنے لگا۔ لیکن ان سب جستجوؤں کے باوجود ایک ایسا جامع اور ہمہ گیر جواب شاذ ہی میسر آیا جو عقل کو مطمئن کرے، دل کو مسرور کرے اور عمل کو ضابطہ عطا کرے۔

یہی وہ مقام ہے جہاں ذاتِ اقدس حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جلوہ گر ہوتی ہے۔ آپ ﷺ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ عشقِ الٰہی محض ایک وجدانی یا رومانوی کیفیت نہیں بلکہ یہ ایک ہمہ گیر طرزِ حیات ہے۔ یہ عشق، عقل کو معراج عطا کرتا ہے، جذبات کو تقدس بخشتا ہے اور عمل کو وہ قوت دیتا ہے جو انسانی معاشرے کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ اگر فلسفیوں کے ہاں یہ سوال ایک ذہنی موشگافی تھا اور صوفیاء کے ہاں یہ ایک وجدانی واردات، تو آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں یہ سوال ایک زندہ اور متحرک حقیقت کی صورت اختیار کر گیا۔

آپ ﷺ نے واضح کیا کہ عشقِ الٰہی کی معراج یہ ہے کہ بندہ اپنی ذات کو مٹا دے اور اپنی خواہشات کو خالق کی مرضی کے سپرد کر دے۔ بندگی کی یہی وہ کیفیت ہے جو ہمیں آنحضرت ﷺ کی ذاتِ مبارکہ میں جلوہ گر نظر آتی ہے جس کی گواہی خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ کہہ کر دی کہ

قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ

تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مَرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

(الانعام:163)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”الٰہی قرب کی نسبت یوں فرمایا: قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَ مَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ یعنی لوگوں کو اطلاع

دے دے کہ میری یہ حالت ہے کہ میں اپنے وجود سے بالکل کھویا گیا ہوں میری تمام عبادتیں خدا کے لئے ہو گئی ہیں۔" (عصمت انبیاء علیہم السلام، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 664)

اور سچ ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے عشق الٰہی میں اپنی ذات کو فنا کر دیا تھا اور اس کی گواہی آپؐ کے مخالف بھی یہ کہہ کر دیا کرتے تھے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے اور یہ گواہی فقط کفار مکہ تک محدود نہیں رہی بلکہ اِس زمانہ کے اسلام مخالف لوگ بھی اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہیں۔ چنانچہ ڈاکٹر سپر نگر لکھتا ہے کہ اس نبی عربی کے خیال میں ہمیشہ خدا کا تصور غالب رہتا تھا۔ اس کو نکلتے ہوئے آفتاب اور برستے ہوئے پانی اور اگتی ہوئی روئیدگی میں خدا ہی کا دست قدرت نظر آتا تھا۔ رعد اور طیور کے نغمۂ الٰہی میں خدا ہی کی آواز سنائی دیتی تھی اور سنسان جنگلوں اور پرانے شہروں کے کھنڈروں میں خدا ہی کے قہر کے آثار دکھائی دیتے تھے۔ (بحوالہ برگزیدہ رسول غیروں میں مقبول صفحہ 29)

ایک دفعہ حضرت علیؓ نے جب آنحضرت ﷺ سے ان کی زندگی کے بارے میں سوال کیا تو آپؐ نے جو جواب دیا وہ بھی بعینہٖ اس آیت کی تفسیر نظر آتی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں: خدا کی بے پناہ محبت میری زندگی کی بنیاد ہے۔ میری سانسوں کا دارومدار اسی پر ہے۔ خدا کی یاد میں مجھے سکون ملتا ہے۔ خدا کے حضور میری غمزدہ کیفیات میری دوست ہیں۔ عاجزی میرا فخر ہے۔ اطاعتِ الٰہی میرے لئے کافی ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

(الشفاء جلد اول صفحہ 85 - عبد التواب اکیڈمی ملتان۔ بحوالہ الفضل انٹر نیشنل 04 تا 13 / اکتوبر 2022ء صفحہ 25)

آنحضور ﷺ نے عبودیت کو اک نئی معراج عطا کی ہے۔ آپؐ کا اسوۂ حسنہ محض روایتی عبادتوں یا پہاڑوں پر جا کر کسرت کرنے سے ماوراء ہے۔ دعویٰ محبت کی اصل یہی ہے کہ انسان خود کو محبوب کے رنگ میں اس طرح رنگ دے کہ ہمہ تن اس کا ہو جائے۔ دن ہو یا رات، کوئی لمحہ ایسا نہ ہو کہ محبوب کی یاد سے خالی ہو اور اس کی قربت اس قدر ہو جائے

کہ گویا ایک ہی وجود ہو جائے۔ عبودیت کا یہی وہ مقام ہے جس پر آپؐ سرفراز تھے اور آپؐ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر قربت عطا فرمادی کہ وہ دو قوسوں کی طرح ہو گیا یا اس سے بھی قریب تر۔ (النجم 10)

محبت کے دعوے اگر اطاعت سے خالی ہوں تو محض زبانی اقرار ہوا کرتے ہیں۔ آپؐ نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ عشقِ الٰہی محض ایک جذباتی دعویٰ نہیں بلکہ ایک مکمل طرزِ حیات ہے جہاں عشقِ خداوندی، محبتِ کلام اللہ اور نفاذِ احکام ایک دوسرے میں مدغم ہو کر کمالِ بندگی کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور یہ منزل فقط وجدانی کیفیات، صوفیانہ غرقابی اور قلبی واردات کی نزاکتوں سے آزاد ہے۔ یہی اسوہ

ہے جس کی وجہ سے جب حضرت سعد بن ہشامؒ نے حضرت عائشہؓ سے آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ کے متعلق سوال کیا تو آپؓ نے فرمایا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ۔ آپ کے اخلاق قرآن کے عین مطابق تھے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ باقی مسند الانصار۔ حدیث نمبر 24460)

آپؐ کا قرآن مجید سے محبت کا یہ عالم تھا کہ ساری رات حالت نماز میں کھڑے ہو کر تلاوت فرماتے یہاں تک کہ آپؐ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک رات مَیں نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ تہجد پڑھی۔ حضورؐ نے قیام میں سورت فاتحہ کے بعد سورۃ البقرۃ شروع کی تو میں نے سوچا کہ سو آیات کے بعد رکوع کریں گے لیکن حضورؐ (سو آیات پر رُکے نہیں بلکہ) پڑھتے ہی رہے پھر مجھے خیال آیا کہ شاید حضورؐ سورۃ البقرۃ کی تلاوت کے بعد رکوع کریں گے لیکن البقرۃ ختم کرنے کے بعد حضورؐ نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کر دی اس کے بعد سورت آلِ عمران شروع کی اور اس کو آخر تک پڑھا۔

(صحیح مسلم، کتاب صلوۃ المسافرین، باب استحباب تطویل القراءۃ)

صرف یہی نہیں کہ آنحضورؐ خود تلاوت فرماتے بلکہ اپنے صحابہ سے بھی فرماتے کہ مجھے قرآن سناؤ۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے مجھے فرمایا: 'مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔' میں نے حیران ہو کر عرض کیا حضور میں آپ کو قرآن سناؤں جبکہ قرآن آپ پر نازل کیا گیا ہے۔

آپؐ نے فرمایا: مجھے دوسرے سے قرآن سننا بہت اچھا لگتا ہے۔ تب میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ

وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا (النساء:42) تو فرمایا: بس کرو۔ تلاوت ختم کرنے کے بعد جب میں نے آپ کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب قول المقری)

بالآخر، عشقِ الٰہی کے تمام فکری و عملی مباحث کا خلاصہ اسی محور پر آ کر مرتکز ہو جاتا ہے جو سیرتِ محمدی ﷺ نے انسانیت کو عطا کیا۔ آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ نے ثابت کیا کہ عشق الٰہی کوئی مجرد جذباتی سرور نہیں، بلکہ اطاعت اور عمل کا ایک لازمی اور مشروط نظام ہے۔ اگرچہ عشق کی روح قلبی کیفیات اور والہانہ وابستگی میں مضمر ہے، لیکن اس کا ظاہری ثبوت اور حتمی پیمانہ صرف اور صرف کلام اللہ کی اطاعت اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی عملی بجا آوری ہے۔ یہ وہ عشق کا مقام ہے جو آپؐ نے اپنی امت کے لئے بطور اسوہ قائم کیا۔ اس اسوہ پر چل کر ہی خدا کی حقیقی محبت حاصل کی جا سکتی ہے اور اس کو حاصل کرنے کا گُر بھی خود یہ کہہ کر بتا دیا کہ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ

ذُنُوْبَكُمْ یعنی تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔(آل عمران:32)

پس آنحضرت ﷺ کی پیروی کے بغیر محبت الٰہی کا حصول ناممکن ہے۔ ہر وہ عمل جو اللہ کے حکم کے تابع ہو، وہ درحقیقت عشقِ صادق کی سند ہے اور ہر وہ انحراف جو خواہشِ نفس کی پیروی میں ہو، وہ محبت کے دعوے کی نفی ہے۔ چنانچہ، دنیا و آخرت کی فلاح کا حصول اور عشقِ الٰہی کا ابدی ثمرہ صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہم اپنی انفرادی، اجتماعی اور ریاستی زندگی کو کتاب اللہ کے احکامات کے تابع کر دیں، یہی تکمیلِ ایمان اور حتمی مقصودِ بندگی ہے۔

لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقام احمدؐ ہے

ارشادات عالیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:"تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوعِ انسان کے لئے رُوئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔"(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ 13)

"قرآن شریف تدبر و تفکر و غور سے پڑھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے رُبَّ قَارٍ یَلْعَنُهُ الْقُرْاٰنُ۔ یعنی بہت ایسے قرآن کریم کے قاری ہوتے ہیں جن پر قرآن کریم لعنت بھیجتا ہے۔ جو شخص قرآن پڑھتا اور اس پر عمل نہیں کرتا اس پر قرآن مجید لعنت بھیجتا ہے۔ تلاوت کرتے وقت جب قرآن کریم کی آیتِ رحمت پر گذر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ سے رحمت طلب کی جاوے اور جہاں کسی قوم کے عذاب کا ذکر ہو تو وہاں خدا تعالیٰ کے عذاب سے خدا تعالیٰ کے آگے پناہ کی درخواست کی جاوے اور تدبر و غور سے پڑھنا چاہئے اور اس پر عمل کیا جاوے۔"(ملفوظات جلد5 صفحہ 157۔ ایڈیشن1988ء)

"قرآن شریف کی اصل غرض اور غایت دنیا کو تقویٰ کی تعلیم دینا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ہدایت کے منشا کو حاصل کر سکے... قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا یہ بھی ایک اچھی بات ہے مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر کرے۔"

(ملفوظات جلد1 صفحہ 387۔ ایڈیشن2022ء)

محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اس ناچیز کو 22/دسمبر 2019ء سے 6/جنوری 2020ء تک انڈونیشیا کا دورہ کرنے کی توفیق مل چکی ہے جس کی تفصیل روزنامہ الفضل (آن لائن) لندن 8/اگست 2020ء میں شائع ہوگئی تھی۔

11/اپریل 2025ء: مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام Wahid Dialysis Centre میں خدمت کرنے والے واقفین نو کے ساتھ ایک تصویر

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر اِس سال جبکہ جماعت احمدیہ انڈونیشیا اپنے قیام پر سو سال پورے ہونے کے حوالے سے مختلف تقریبات منعقد کر رہی تھی ایک بار پھر جماعت احمدیہ انڈونیشیا کی طرف سے درخواست پر بطور نمائندہ حضور انور دورہ کرنے اور سالانہ اجتماع وقف نو میں شامل ہونے کی سعادت اور توفیق ملی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ علیٰ ذالک۔

خاکسار 10/اپریل 2025ء کو لندن ہیتھرو ایئرپورٹ سے سہ پہر چار بجے بذریعہ امارات ایئرلائنز سے براستہ دبئی انڈونیشیا کے لیے روانہ ہوا۔ تقریباً سات گھنٹے کی فلائیٹ کے بعد دبئی ایئرپورٹ پر دو گھنٹہ کا قیام اور ٹرانزٹ تھا۔ پھر اسی ایئرلائن پر دبئی سے علی الصبح چار بجے سے آٹھ گھنٹے کا مسلسل فضائی سفر کرنے کے بعد 11/اپریل کو انڈونیشیا وقت کے مطابق سہ پہر ساڑھے تین بجے Soekarnu-Hatta جکارتہ انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر اترا جہاں نیشنل سیکرٹری وقف نو انڈونیشیا مکرم عبدالرحمٰن صاحب اور مربی سلسلہ مکرم مولانا عارف حکیم صاحب واقف زندگی (واقف نو) نے مکرم آصف حکیم صاحب ودیگر) کے ساتھ خاکسار کا استقبال کیا۔

پروگرام کے مطابق ایئرپورٹ سے سیدھے (Tangerang Banten) واحد ڈائیلسس سنٹر کلینک گئے جو مجلس خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کے زیر انتظام چل رہا ہے۔ وہاں ہمارے واقفین نو بطور ڈاکٹر اور پیرامیڈیکل اسٹاف کے اپنی خدمات پیش کر رہے ہیں جن میں سے کچھ مستقل طور

13/اپریل 2025ء: مرکزی دفاتر میں کام کرنے والے واقفین نو جو مربی بن کر یا بطور واقف زندگی اپنی خدمات بجالا رہے ہیں کے ساتھ ایک تصویر

پر اپنی زندگی وقف کر چکے ہیں۔ نیشنل سیکرٹری وقف نو جو خود بھی واقف نو ہیں اسی جگہ بطور واقف زندگی خدمت کر رہے ہیں۔ یہاں پر اسٹاف و دیگر حاضر واقفین نو جن کی کل تعداد سترہ تھی، کے ساتھ ایک نشست ہوئی جس کے بعد رات کا کھانا ہوا۔

وہاں سے فارغ ہو کر پارنگ (Parung) مرکز پہنچے جہاں اگلے دو دن جماعتی گیسٹ ہاؤس میں قیام تھا۔ یہ جماعت انڈونیشیا کی مرکزی جگہ ہے۔ ہفتہ کی شام کو وہاں مقبرہ موصیان جانے کا موقع ملا جہاں انڈونیشین بزرگان سلسلہ، مبلغین کرام اور شہداء کی قبروں پر دعا کی۔ پچھلی بار جب خاکسار دورہ پر آیا تھا تو مکرم مولانا عبدالباسط صاحب (مرحوم) مبلغ سلسلہ بطور امیر جماعت خدمت پر مامور تھے۔ ان کی بھی قبر اسی مقبرہ میں ہے۔

13/اپریل بروز اتوار کی صبح پارنگ میں نیشنل مجلس عاملہ کی میٹنگ کا انعقاد ہوا جس میں وقف نو کے حوالہ سے حضور انور کی انتظامی ہدایات پیش کرنے کی توفیق ملی۔ اس موقع پر نیشنل کیریئر پلاننگ اور کونسلنگ کمیٹی کے ممبران بھی شامل تھے۔

اسی روز سہ پہر کو مرکزی دفاتر میں کام کرنے والے واقفین نو جو مربی بن کر یا بطور واقف زندگی اپنی خدمات بجا لا رہے ہیں ان کے ساتھ نشست ہوئی جس میں حضور انور کی نصائح پیش کرنے کے علاوہ ان کے سوالات کے جوابات بھی دینے کی توفیق ملی۔ اس نشست میں کل 33/احباب شامل ہوئے۔ اگلے روز صبح جماعتی دفاتر کا دورہ رکھا گیا تھا جس میں خصوصاً ان واقفین نو کے ساتھ انفرادی تعارف بھی تھا جو بطور مربیان، واقف زندگی یا کارکن مختلف شعبہ جات میں جماعتی خدمات سر انجام دے رہے تھے۔ انڈونیشیا میں تقریباً ہر شعبہ میں واقفین نو اور واقفات نو بھرپور جذبہ کے ساتھ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد خود کو پیش کر رہے ہیں اور جماعتی انتظامات سنبھال رہے ہیں۔ الحمدللہ

مکرم عبدالرحمٰن صاحب نیشنل سیکرٹری وقف نو انڈونیشیا کے ساتھ مقبرہ موصیان میں

15/اپریل 2025ء: جماعتی الواحد سینئر ہائی سکول میں ملاقات اور میٹنگ۔ اس سکول میں واقفین نو اور واقفات نو بھی پڑھتے ہیں

اس کے علاوہ وہاں لائبریری، پیس ہال، دفاتر انصار اللہ و خدام الاحمدیہ اور ان سے ملحقہ نئے تعمیر ہونے والے ہالز میں بھی جانے کا موقع ملا۔ پرنسپل صاحب جامعہ احمدیہ انڈونیشیا سے بھی ان کے دفتر میں ملاقات ہوئی۔

15/اپریل کو تقریباً 7 گھنٹے کی مسافت پر ویسٹ جاوامیں واقع Wanasigra پہنچے جہاں دوپہر کے وقت جماعتی اسکول الواحد سینئر ہائی اسکول میں واقفین نو طلباء کے علاوہ لوکل اور ریجنل وقف نو سیکرٹری اور ان کی کیریئر پلاننگ کمیٹی کے ساتھ ملاقات اور سوال و جواب کی نشست تھی۔ اس پروگرام میں حاضرین کی کل تعداد 50 تھی۔ وہاں سے پروگرام ختم کرکے Tasikmalaya کی جماعت میں پہنچے جہاں مسجد مبارک میں نماز مغرب و عشاء پڑھانے کی توفیق ملی اور وہاں پر موجود واقفین نو اور ان کے والدین کے ساتھ گفتگو کا موقع ملا۔ رات یہیں جماعتی گیسٹ ہاؤس میں قیام تھا۔

16 اپریل کو انڈونیشیا کی سب سے بڑی جماعت Manislor پہنچے۔ نماز مغرب و عشاء کے بعد واقفین نو، واقفات نو اور ان کے والدین کے علاوہ ریجنل وقف نو ٹیم کے ساتھ پروگرام منعقد ہوا جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی نصائح پہنچانے کی توفیق ملی۔ اس موقع پر حاضرین کی کل تعداد 240 تھی۔

اب تک کے تمام سفر میں جہاں انڈونیشیا کے قدرتی نظاروں کے حسن سے لطف اندوز ہونے کی توفیق مل رہی تھی وہاں اس جماعت میں جماعتی طور پر مساجد و عمارات کی تعمیر نے لطف دوبالا کردیا۔ اس ایک جماعت میں دس سے زائد جماعتی مساجد ہیں جن میں سے ایک مسجد کی عمارت جماعت کے خلاف ہونے والی پرسیکیوشن کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

یہ تو گویا آبادکاری میں ایک چھوٹے ربوہ کا منظر پیش کررہی تھی جب ایک گلی یا محلہ کی مسجد کے پاس سے گزر کر دوسری طرف پہنچتا تو وہاں اس محلہ کی مسجد موجود ہوتی تھی۔ 17/اپریل کی صبح فجر کی نماز کے بعد اس جگہ کی ہر مسجد

16/اپریل2025ء:Manislor میں پروگرام کے بعد کی ایک تصویر

نیشنل وقف نو اجتماع کی ایک تصویر

وزٹ کرنے کا موقع ملا جہاں ہر محلہ کی مسجد کے سامنے احباب و خواتین مہمان نوازی کے جذبہ سے سرشار ہمارے لئے ناشتہ کے طور پر کچھ گھر کی بنائی ہوئی مٹھائیاں یا قہوہ بطور سوغات پیش کرتے ہوئے ہمارا استقبال کر رہے تھے۔ اس گاؤں میں مقبرہ موصیاں بھی نہایت ترتیب کے ساتھ بنا ہوا تھا جو اپنے دامن میں دور نظر آنے والے اونچے پہاڑ کی وجہ سے جنت کا حسین نظارہ پیش کرتا تھا بلکہ اس پہاڑ نے تو گویا اس تمام علاقے کے حسن کو چار چاند لگائے ہوئے تھے۔ مقبرہ موصیاں سے ملحقہ وسیع میدان بطور جلسہ گاہ تھا۔ اس کے قریب اسٹور جلسہ سالانہ بھی دیکھنے کا موقع ملا جو حال ہی میں تعمیر ہوا تھا۔

اس گاؤں میں مسجد نور (جہاں ہمارا جماعتی گیسٹ ہاؤس میں قیام تھا) کے بالمقابل موجود فضل عمر اسکول بھی وزٹ کرنے کا موقع ملا جہاں ہمارے احمدی بچے اور بچیاں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

اس جماعتی گیسٹ ہاؤس میں کھانے کے دوران serve کرنے والی ٹیم کے آداب مہمان نوازی نے بھی خاص طور پر متاثر کیا۔

یہاں سے ہمارا سفر 17/اپریل کو سنٹرل جاوا کی جماعت Krucil(کروچیل) کے لئے شروع ہوا۔ یہ تمام راستہ گھنے جنگلات، سرسبز و شاداب وادیوں اور چشموں سے مزین تھا۔ یہ ایک تاریخی پرانی جماعت ہے جہاں وقف نو کا سالانہ (سہ روزہ) اجتماع منعقد ہونا تھا۔ اس جگہ خاکسار کے قیام کا انتظام مبلغ سلسلہ محترم مولانا باسوکی احمد صاحب کی ذاتی رہائش گاہ پر کیا گیا تھا۔ ہمارے میزبان مبلغ کی ڈیوٹی ان دنوں ملائیشیا میں تھی مگر ان ایام میں وہ چھٹی پر اپنے آبائی گاؤں کروچیل میں انڈونیشیا آئے ہوئے تھے۔ ان ایام میں جس طرح انہوں نے اور ان کی اہلیہ محترمہ نے خصوصی طور پر ہم سب مہمانان اور ہم سے ملنے کے لیے آنے والے جملہ احباب جماعت اور ٹیم ممبران کی خدمت کی اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہترین جزا سے نوازے۔ آمین

خاکسار کے ہمراہ نیشنل سیکرٹری وقف نو مکرم عبد الرحمٰن صاحب اور مولانا عارف حکیم صاحب بھی ان ایام میں وہیں قیام پذیر رہے۔

اجتماع کے ایام میں یہ گاؤں بھی دن رات بہت پیارا منظر پیش کر رہا تھا جہاں ہر گلی سے مسجد اور اجتماع گاہ (ہال) کی طرف واقفین نو ٹولیوں کی شکل میں نکلتے تھے اور ارد گرد گھروں میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس موقع پر اس علاقہ کے مبلغین اور مربیان کرام بھی کافی تعداد میں وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔

(باقی آئندہ)

اپنی تعلیم اور جماعتی ذمہ داریوں کو کیسے balance کریں؟

مورخہ ۲۰ر ستمبر ۲۰۲۵ء، بروز ہفتہ، امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ایسٹ ریجن کے ایک بائیس (۲۲) رکنی وفد کو بالمشافہ شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹِلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔ مذکورہ وفد نے خصوصی طور پر نہایت اخلاص کے ساتھ محض حضورِانور کی اقتدا میں نمازیں ادا کرنے اور آپ کی بابرکت صحبت سے روحانی فیض حاصل کرنے کی غرض سے امریکہ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔

جب حضورِانور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام شاملینِ مجلس کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔

پھر حضورِانور نے امیر قافلہ سے وفد کے قیام وطعام کے انتظامات کے بارے میں دریافت فرمایا۔ بعد ازاں ہر خادم کو فرداً فرداً اپنا تعارف پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، جس میں اپنے نام، خاندانی پس منظر، تعلیمی مصروفیات اور جماعتی خدمات کا ذکر کیا گیا۔

دورانِ تعارف ایک خادم نے عرض کیا کہ وہ وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے اور حافظِ قرآن بھی ہے۔

حضورانور نے دریافت فرمایا کہ کیا آپ نے پورا قرآنِ کریم حفظ کیا ہے؟ اثبات میں جواب سماعت فرمانے کے بعد حضورِانور نے اس حوالے سے مزید دریافت فرمایا کہ کیاوہ اب بھی اس کا دَور کرتا ہے یا پھر بھولنا شروع ہو گیا ہے؟ اس پر خادم نے عرض کیا کہ وہ دَور کرتا ہے۔ جس پر حضورِانور نے فرمایا کہ اسے رمضان المبارک میں تراویح پڑھانا چاہیے کیونکہ یہ حفظ کو تازہ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

ایک خادم نے حضورِانور سے دریافت کیا کہ وہ اپنی تعلیم اور جماعتی ذمہ داریوں کو کیسے balance کر سکتا ہے؟

اس پر حضورِانور نے اظہارِ تبسم کرتے ہوئے استفہامیہ انداز میں دریافت فرمایا کہ کون سی جماعتی ذمہ داریاں اتنی آپ پر پڑ گئی ہیں، اس وقت آپ کیا کام کر رہے ہیں، کیا آپ کا کوئی عہدہ ہے؟

خادم کے نفی میں جواب عرض کرنے پر حضورِانور نے فرمایا کہ تو جب کوئی تمہیں عہدیدار بنائے گا تو پھر کام بھی آجائے گا۔ حضورِانور نے تلقین فرمائی کہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ

جب کام دے تو مجھے اس کو کرنے کی بھی توفیق دے، اس کے لیے دعا کیا کرو۔ پھر حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ آپ کا بنیادی مقصد ایجوکیشن ہے، پہلے اپنی ڈگری مکمل کرو اور اپنی پڑھائی پر توجہ دو۔ حضورِ انور نے اس خادم سے دریافت فرمایا کہ مستقبل میں تم کیا بننا چاہتے ہو؟ اس پر خادم نے عرض کیا کہ مَیں ان شاء اللہ Cardiac Surgeon بننا چاہتا ہوں اور مَیں واقفِ نَو بھی ہوں۔

یہ سماعت فرما کر حضورِ انور نے فرمایا کہ بڑی اچھی بات ہے۔ میڈیسن کے لیے تو بڑی محنت کرنی پڑتی ہے۔ پڑھائی کرو اور اس میں جو ویک اینڈ پر یا during holidays اضافی ٹائم ہوتا ہے وہ تم جماعت کے لیے دیتے رہو۔ اگر تمہارے سپرد کوئی سائق وغیرہ کا کام کرتے ہیں، تو پھر اس میں دیکھ لو کہ کس طرح تم نے اپنے وقت کو صحیح طرح distribute کرنا ہے۔ ویک اینڈز پر تھوڑا سا وقت دینا ہے اور اتنے زیادہ لوگ تو ہوتے ہی نہیں، تمہارے تھوڑے سے تو خدام ہیں، ان کو اطلاع دے دو۔

حضورِ انور نے آخر میں اس تلقین کا اعادہ فرمایا کہ تمہارا اصل مقصد اپنی تعلیم مکمل کرنا ہونا چاہیے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ نمازیں بھی پڑھتے رہو اور دینی علم بھی حاصل کرتے رہو۔ ایک واقفِ نَو ہونے کے ناطے تم پر پانچ وقت کی نمازیں ادا کرنا فرض اور ذمہ داری ہے۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 02/ اکتوبر 2025ء)

بقیہ: اردو سکھانے کا بہترین طریقہ کیا ہے؟...از صفحہ نمبر 27

لیکن کم از کم وہ سمجھ تو لیتے ہیں۔

سائل نے مزید دریافت کیا کہ ہم اپنے بچوں کو لکھنا یا سمجھنا کیسے سکھا سکتے ہیں؟ اس کی بابت حضورِ انور نے راہنمائی فرمائی کہ اس کے لیے اردو کلاسیں لگانی چاہئیں۔ اگر وہ وقفِ نَو بچے ہیں، تو وقفِ نَو ڈیپارٹمنٹ کو چاہیے کہ وہ اردو کلاس لگائیں اور ان کو سمجھائیں۔ بعض دفعہ یوں بولنے میں بعض hesitant ہوتے ہیں۔

آخر پر حضورِ انور نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ otherwise ہمیں انگلش بولنی نہیں آتی، پھر بھی ہم بول لیتے ہیں، تم اردو بول لیا کرو۔

(مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 25/ ستمبر 2025ء)

حضرت محمد ﷺ اور عشق الٰہی

(نبیل احمد کاشف، Münster، جرمنی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

آقائے دو جہان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بچپن سے ہی اپنے خالق ومالک کی محبت بھر دی گئی تھی عبادت اور ذکر الٰہی سے آپ کو خاص شغف تھا، خلوت یعنی تنہائی آپ کو پسند تھی، جوانی میں ہی آپ غار حرا میں اعتکاف فرمایا کرتے اور تنہائی میں اپنے مولا کریم کو یاد کرتے اور دعائیں کرتے تھے۔ جب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلی وحی نازل ہوئی تو یہ رمضان کا ہی بابرکت مہینہ تھا جس میں آپ غار حرا میں اعتکاف فرمارہے تھے۔ (ابن ہشام جلد 1 صفحہ 235) چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی وحی کا آغاز ہی بنیادی طور پر اپنے ربّ کی توحید کے پیغام سے ہوا اور جونہی آپ پر اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ یعنی 'اپنے اس پیدا کرنے والے پروردگار کے نام سے پڑھ جس نے پیدا کیا' کی وحی نازل ہوئی تو بے اختیار آپ کی زبان پہ یہ الفاظ جاری ہو گئے کیونکہ آپ تو پہلے ہی اپنے خالق ومالک، پیارے خدا پر فدا تھے۔

آپ ﷺ کی محبت الٰہی اور عشق الٰہی کے نظارے تھے جو مکہ کے لوگ دیکھ کر سچ ہی تو کہا کرتے تھے:

عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ

کہ محمدؐ تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے۔

بلاشبہ ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے سچے عاشق تھے اور آپ کی محبت کا اظہار نمازوں، عبادات، دعاؤں اور ذکر الٰہی سے خوب عیاں ہے۔

آپ کے عشق الٰہی کا ذرا نظارہ تو کیجیے کہ حضرت داؤدؑ کی یہ دعا بڑے شوق سے اپنی دعاؤں میں شامل کرتے ہیں: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَّفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ۔ (جامع ترمذی، کتاب الدعوات) یعنی اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے میں تجھ سے ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ! اپنی اتنی محبت میرے دل میں ڈال دے جو میری اپنی ذات میرے مال میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔

مگر اسی دعا پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ محبت و عشق میں سرشار ہو کر اپنے مولیٰ کے حضور یوں اس کی محبت کے طلبگار ہوتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یَنْفَعُنِیْ حُبُّہٗ عِنْدَکَ اَللّٰھُمَّ مَا رَزَقْتَنِیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ قُوَّۃً لِیْ فِیْمَا تُحِبُّ اَللّٰھُمَّ وَمَا زَوَیْتَ عَنِّیْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْہُ لِیْ فَرَاغًا فِیْمَا تُحِبُّ۔ (جامع ترمذی، کتاب الدعوات) اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا کر اور اس کی محبت جس کی محبت مجھے تیرے حضور فائدہ بخشے۔ اے اللہ! میری دل پسند چیزیں جو تو مجھے عطا کرے ان کو اپنی محبوب چیزوں کے حصول کے لیے قوت کا ذریعہ بنا دے اور میری وہ پیاری چیزیں جو تو مجھ سے علیحدہ کر دے ان کے بدلے اپنی پسندیدہ چیزیں مجھے عطا فرما دے۔ (ترمذی کتاب الدعوات)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق الٰہی کی ایک دلیل دیتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 29 / دسمبر 1929ء کو جلسہ سالانہ کے موقع پر خطاب کرتے

ہوئے فرمایا: ایک فرانسیسی مصنف لکھتا ہے۔ محمد کے متعلق خواہ کچھ کہو لیکن اس کے کلام میں خدا ہی خدا کا ذکر ہے۔ وہ جو بات پیش کرتا ہے اس میں خدا کا ذکر ضرور لاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کا عاشق ہے۔

(فضائل القرآن نمبر2، انوار العلوم جلد 11 صفحہ 132)

غیر بھی اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لب پر ہر وقت اور ہر حال میں اور آپ کی ہر حرکت و سکون میں خدا ہی نظر آتا تھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالیٰ نے مجھ پر اپنے محامد اور ثنا کے معارف اس طور پر کھولے ہیں کہ مجھ سے قبل کسی اور شخص پر اس طرح نہیں کھولے گئے یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق الٰہی ہی تھا کہ نہ صرف خود عشق الٰہی کے اعلیٰ مراتب حاصل کیے بلکہ اپنی امت کو بھی خدا تعالیٰ کی محبت کی طرف بلانے کے لیے خوبصورت انداز بیان فرمائے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 24/اگست 1928ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا: حدیث میں آتا ہے رسول کریم ﷺ ایک جنگ کے بعد بیٹھے ہوئے تھے، کچھ صحابہ بھی آپ کے پاس تھے۔ دیکھا گیا کہ ایک عورت میدان جنگ میں آئی ہے، اس نے ایک بچہ کو اٹھایا چھاتی سے لگا کر چھوڑ دیا اور آگے چل دی۔ پھر دوسرا بچہ جو اسے نظر آیا اسے اٹھا لیا اور چھاتی سے لگا کر چھوڑ دیا اور آگے چلی گئی۔ کئی دفعہ اس نے اسی طرح کیا حتیٰ کہ ایک بچہ اسے نظر آیا اسے اس نے اٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور پھر آرام سے ایک جگہ بیٹھ گئی۔ دراصل اس کا بچہ کھویا گیا تھا وہ اپنے بچہ کی محبت کی وجہ سے جو بچہ دیکھتی اسے اٹھا لیتی اور پیار کرتی۔ چونکہ وہ اس کا اپنا بچہ نہ ہوتا اس لئے چھوڑ دیتی اور اپنے بچہ کی تلاش شروع کر دیتی یہاں تک کہ اسے اپنا بچہ مل گیا اور وہ اسے لے کر آرام سے بیٹھ گئی۔ رسول کریم ﷺ نے صحابہ کو مخاطب کر کے فرمایا تم نے اس عورت کو

دیکھا کس بے تابی سے اپنے بچہ کو تلاش کر رہی تھی۔ اب جس طرح اس کا دل اپنے بچہ کو پا کر مطمئن ہو گیا ہے بعینہٖ اسی طرح اللہ تعالیٰ اُس وقت خوش ہوتا ہے جب اس کا کوئی گمراہ بندہ اس کی طرف آجاتا ہے۔ (بخاری، کتاب الادب، باب رحمة الولد و تقبیله ومعانقته صفحہ 1050 حدیث نمبر 5999 مطبوعہ ریاض 1999ء الطبعة الثانية) اُس وقت وہاں کئی لوگ بیٹھے تھے۔ کئی نے تو اس عورت کی طرف دیکھا بھی نہ ہو گا۔ کئی ایک نے یہ خیال کیا ہو گا کہ کوئی پاگل عورت ہے جو ایک بچہ کو اٹھاتی اور پھر چھوڑ دیتی ہے اور آگے چل پڑتی ہے پھر دوسرے بچہ کو اٹھا لیتی ہے۔ کئی ایک نے زیادہ سے زیادہ یہ سمجھا ہو گا کہ اس کا بچہ کھویا گیا تھا اس کی تلاش کر رہی تھی اور جب وہ مل گیا تو اسے لے کر آرام سے بیٹھ گئی مگر رسول کریم ﷺ کی نظر بہت اونچی گئی۔ آپ نے اس واقعہ سے خدا تعالیٰ کی محبت کا ثبوت دیا اور بتایا کہ مومن کو چاہیئے ہر بات سے فائدہ اٹھائے اور غور کر کے نصیحت حاصل کرے۔" (الفضل 31/اگست 1928ء)

خدا کرے کہ ہم پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپناتے ہوئے عشق الٰہی کی ان راہوں پر قدم مارنے والے ہوں جن پر چل کر خدا کے قرب کی راہیں حاصل ہوں۔ آمین

☆...☆...☆

اللہ تعالیٰ کی اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت

(ابوہالہ)

محبت دو طرفہ جذبے کا نام ہے۔ اگر محِب اور محبوب دونوں کی محبت یکجا ہو جائے تو ہی یہ بندھن مضبوط ہوتا ہے، یکطرفہ محبت سے اس رشتہ کی مضبوطی اور مستقبل کا معلوم نہیں ہوسکتا۔

دنیاوی محبتوں کے بیان کردہ قصوں پر جب نظر دوڑائیں تو ان یکطرفہ قصوں میں جذبات اور زندگی کا میل نظر نہیں آتا۔ اس لئے یہ عشق حقیقی نہیں ہے۔ دراصل عشقِ حقیقی خالق اور مخلوق کے درمیان ہوتا ہے۔ جیسے ایک مصور گو اپنے تمام کام سے پیار کرتا ہے لیکن وہ اپنے ایک شاہکار سے زیادہ محبت کرتا ہے، استاد سب شاگردوں سے پیار کرتا ہے لیکن وہ اپنے ایک خاص لائق شاگرد سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ اور ایک صنعت کار گو اپنی صنعت سے پیار کرتا ہے لیکن وہ اپنی بنائی ہوئی کسی خاص عمارت کو زیادہ چاہتا ہے۔ ایک باپ اپنی تمام اولاد کو پیار کرتا ہے تاہم کسی ایک بچے کے وہ زیادہ لاڈ اٹھاتا ہے۔ اب سوچیں کہ جو اِن سب کا خالق ہے وہ اپنی مخلوق سے کتنی محبت کرتا ہے۔

محبت کی پہلی نشانی محبت کا اظہار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَی اللّٰہِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَی عِیَالِہِ۔ یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مخلوق اللہ کی عیال (زیر کفالت) ہے، اور مخلوق میں سے وہ شخص اللہ کو زیادہ پسند ہے جو اس کی عیال سے اچھا سلوک کرتا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الآداب، حدیث:4998)

اللہ تعالیٰ ساری مخلوق کو پسند کرتا ہے۔ لیکن پوری کائنات میں ایک انسان کو وہ اتنا پسند کرتا ہے کہ حدیث قدسی میں ہے کہ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ (علامہ آلوسی، تفسیر روح المعانی) کہ اگر تو نہ ہوتا (اے محمد ﷺ) تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم الوہیت کے مظہر تھے۔ آپ نے قیامِ توحید کے لئے اپنی ذات کو فنا کر دیا تو خدا نے آپ میں اپنی صفات جلوہ گر فرمائیں۔ اسی لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو یہ اشعار بہت پسند تھے کہ

محمدِ عربی بادشاہِ ہر دو سرا
کرے ہے روحِ قدس جس کے در کی دربانی
اُسے خدا تو نہیں کہہ سکوں پہ کہتا ہوں
کہ اس کی مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

آپ علیہ السلام اس حوالے سے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر خدا میں گم اور محو ہو گئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے تمام انفاس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت محض خدا تعالیٰ کے لئے ہو گئی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود میں نفس، مخلوق اور اسباب کا کچھ حصہ باقی نہ رہا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح خدا کے آستانہ پر ایسے اخلاص سے گری تھی کہ اس میں غیر کی ایک ذرہ آمیزش نہیں رہی تھی۔“

(ریویو آف ریلیجنز جلد ۱ صفحہ ۱۷۸)

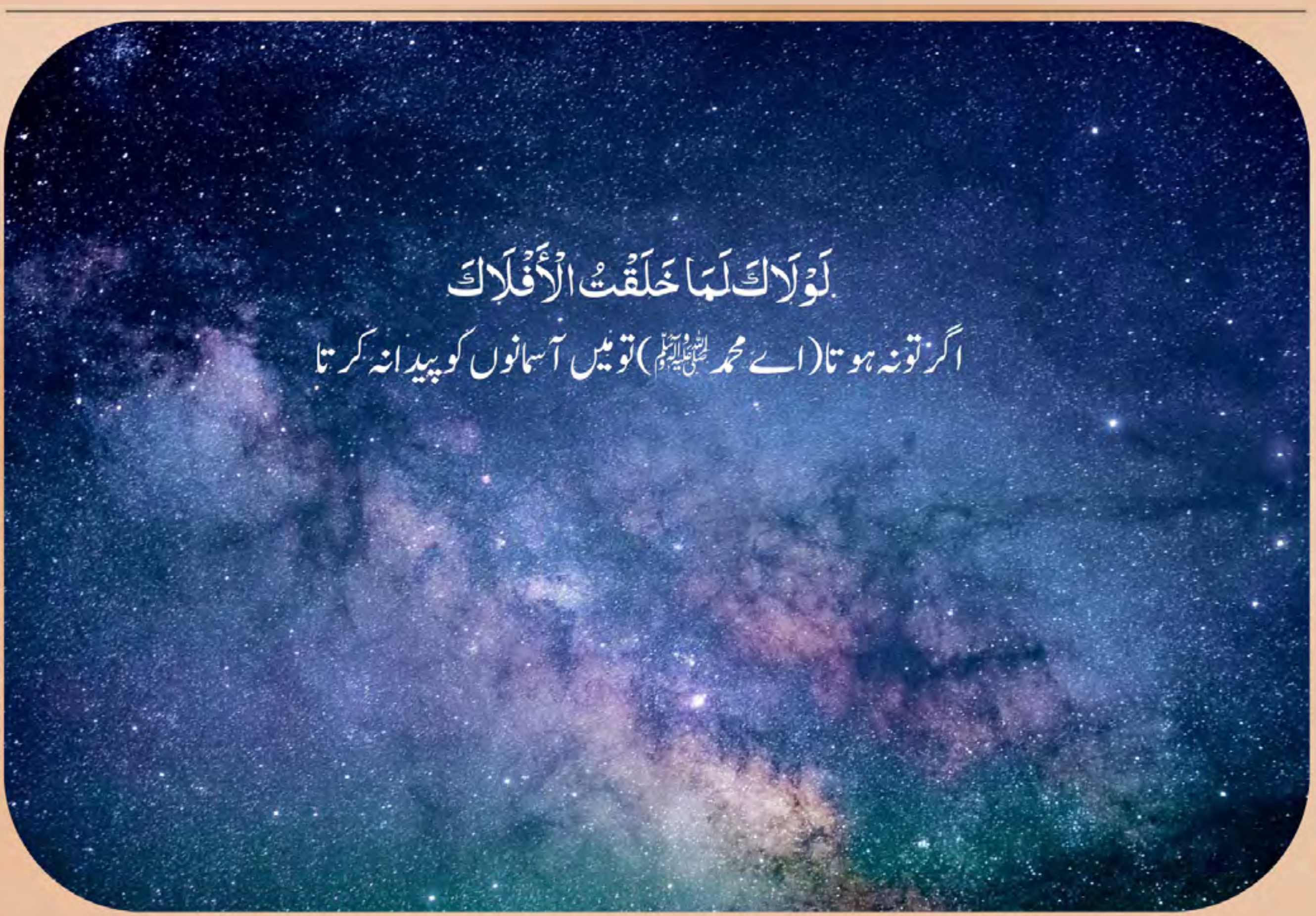

آپ ﷺ کی اللہ تعالیٰ سے محبت اس دعا سے بھی عیاں ہوتی ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنۡ یُّحِبُّكَ وَالۡعَمَلَ الَّذِیۡ یُبَلِّغُنِیۡ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجۡعَلۡ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنۡ نَّفۡسِیۡ وَاَهۡلِیۡ وَمِنَ الۡمَاءِ الۡبَارِدِ۔ (جامع ترمذی، کتاب الدعوات)

یعنی اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت مانگتا ہوں اور اس کی محبت بھی جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اور ایسے عمل کی (محبت بھی مانگتا ہوں) جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ تو اپنی محبت کو میرے نزدیک میری جان میرے اہل و عیال اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب بنا دے۔

پس خدا تعالیٰ نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا یہ عالم دیکھا تو رہتی دنیا تک رسول اللہ ﷺ کو محبت کی وہ سیڑھی قرار دیا، اندھیرے میں نور کا وہ دیا قرار دیا جو سیدھا بارگاہِ الٰہی تک پہنچاتا ہے۔

قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰهُ وَیَغۡفِرۡ لَکُمۡ ذُنُوۡبَکُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ (آل عمران:32)

یعنی تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

محبت کی دوسری نشانی محبوب کا ذکر کرنا ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرض عبادات کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی کی طرف بھی توجہ دلائی۔ دوسری جانب اللہ تعالیٰ خود بھی رسول اللہ ﷺ کا ذکر کرتا ہے اور آپ ﷺ پر درود اور سلام بھیجتا ہے۔ عبادات میں بھی اپنے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا ذکر بھی مختص کر دیا ہے۔ نمازوں میں درود پڑھنے کو لازمی ٹھہرایا گیا۔ اور اس کے علاوہ بھی قرآن کریم میں حکم ٹھہرایا کہ رسول اللہ ﷺ پر درود و سلام بھیجا جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡهِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا۔ (الاحزاب:57)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

یہ وہ محبت کے اظہار ہیں جو ایک محب اپنے محبوب سے کرتا ہے۔ اور ہمیں یہ محبت دونوں جانب نظر آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے اور رسول اللہ ﷺ بھی اس محبت میں کشاں کشاں اپنے عشق کا اظہار کرتے ہیں کہ لوگ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ عَلٰی رَبِّہٖ۔ کہ محمد اپنے ربّ پر عاشق ہو گیا ہے۔

محبوب کی عزت کا قیام بھی ایک اظہار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رسول اللہ ﷺ کا ادب سکھایا ہے۔ فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۔(الحجرات:3) اے لوگو جو ایمان لائے ہو! نبی کی آواز سے اپنی آوازیں بلند نہ کیا کرو اور جس طرح تم میں سے بعض لوگ بعض دوسرے لوگوں سے اونچی آواز میں باتیں کرتے ہیں اس کے سامنے اونچی بات نہ کیا کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں پتہ تک نہ چلے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کا ادب کرنے کا حکم دیا۔ آواز نیچی سے کج بحثی نہ کرنا، سوال برائے سوال نہ کرنا، مجلس میں رسول اللہ ﷺ کے وقار کا خیال رکھنا۔ یہ سب امور مراد ہو سکتے ہیں۔ اس سے اگلی آیت میں اس تلقین پر عمل کرنے والوں کے لیے اجر کا بھی ذکر ہے۔ فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ (الحجرات:4)

یقیناً وہ لوگ جو اللہ کے رسول کے حضور اپنی آوازیں دھیمی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے آزمالیا ہے۔ ان کے لئے ایک عظیم بخشش اور بڑا اجر ہے۔

عشق کے اظہار کی ایک اور قسم محبوب کو اپنے وجود کا ہی حصہ قرار دینا ہے۔ اور اس حوالے سے کئی واقعات ہمیں ملتے

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ (محمد:3)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اور اس پر ایمان لائے جو محمد پر اتارا گیا، اور وہی ان کے رب کی طرف سے کامل سچائی ہے، اُن کے عیوب کو وہ دور کر دے گا اور ان کا حال درست کر دے گا۔

ہیں۔ جنگ بدر میں وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ ہو یا بیعت رضوان میں يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ۔ اقتداری معجزات کی تفصیل میں جائیں تو واضح طور پر اس الٰہی محبت کا اظہار نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ وہ تمام کام کروائے جن پر وہ خود قادر ہے۔ یہ محبت کا حقیقی عکس نہیں تو اور کیا ہے؟

آخر میں خدا تعالیٰ کی غیرت کے اظہار کا ذکر بھی کیا جانا ضروری ہے۔ ایک محب اپنے محبوب کے لیے غیرت رکھتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مَنْ آذَانِي فقدْ آذى اللّٰہَ۔ (الجامع الصغیر الصفحۃ أو الرقم:8250)

یعنی جس نے مجھے ایذا دی اس نے گویا اللہ کو ایذا دی۔ جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے کی تکلیف پر دوڑا چلا آتا ہے اسی طرح محب کو بھی محبوب کی تکلیف سے تکلیف ہوتی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی محبت میں بھرپور غیرت کا اظہار فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے دشمنان اور مخالفین جنہیں اپنی طاقت کا گھمنڈ تھا، فتح مکہ کے دن پسپا ہوئے۔ وہ جو رئیس اور سردار بنے بیٹھے تھے خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زیرِ نگیں کر دیا۔ خدا کا وہ گھر جو بتوں کی آماج گاہ بن گیا تھا بالآخر توحید کا مرکزِ اتم بن گیا۔ جو زبانیں ہجویہ اشعار میں چلتی تھیں وہ محبت میں رطب اللسان ہو گئیں۔

پس یہ دو طرفہ محبت آئندہ دنیا کے لیے ایک نمونہ ٹھہری۔ اس محبت کے ساتھ اطاعت کی شرط ایسے طور پر جوڑی گئی ہے کہ اس دنیا کے چاروں بڑے انعام اس محبت سے جوڑ دیئے گئے ہیں۔ اس محبوب جہاں رسول ﷺ کے خدا نے قرآن کریم میں فرمایا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا۔ (النساء70)

اور جو بھی اللہ کی اور اِس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰہَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللّٰہَ (صحیح البخاری، کتاب الأحکام، حدیث: 7137) یعنی فرمایا کہ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں وہ حبِّ رسول عطا فرمائے جس سے ہم بھی محبت الٰہی میں بڑھتے چلے جانے والے ہوں۔ آمین۔

محمد ہی نام اور محمد ہی کام
علیک الصلوٰۃ علیک السلام

واقفین نو بچوں کو بچپن ہی سے متقی بنائیں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 27/ جون 2003ء میں فرمایا:

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”واقفین نو بچوں کو بچپن ہی سے متقی بنائیں اور ان کے ماحول کو پاک اور صاف رکھیں۔ ان کے ساتھ ایسی حرکتیں نہ کریں جن کی وجہ سے ان کے دل دین سے ہٹ کر دنیا کی طرف مائل ہونے لگ جائیں۔ پوری توجہ ان پر اس طرح دیں جس طرح ایک بہت ہی عزیز چیز کو ایک بہت ہی عظیم مقصد کے لئے تیار کیا جارہا ہو اور اس طرح ان کے دل میں تقویٰ بھر جائیں پھر یہ آپ کی ہاتھ میں کھیلنے کے بجائے خدا کے ہاتھ میں کھیلنے لگیں اور جس طرح ایک چیز دوسرے کے سپرد کر دی جاتی ہے تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعہ آپ یہ بچے شروع ہی سے خدا کے سپرد کر سکتے ہیں اور درمیان کے سارے واسطے، سارے مراحل ہٹ جائیں گے۔ رسمی طور پر تحریک جدید سے بھی واسطہ رہے گا یعنی وکالت وقف نو سے۔ اور نظام جماعت سے بھی واسطہ رہے گا۔ مگر فی الحقیقت بچپن ہی سے جو بچے آپ خدا کی گود میں لا ڈالیں خدا ان کو سنبھالتا ہے، خود ہی ان کا انتظام فرماتا ہے، خود ہی ان کی نگہداشت کرتا ہے جس طرح کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدا نے نگہداشت فرمائی۔ آپ لکھتے ہیں:

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا مَیں مثلِ طفلِ شیر خوار

پس ایک ہی راہ ہے اور صرف ایک راہ ہے کہ ہم اپنے وجود کو اور اپنے واقفین کے وجود کو خدا کے سپرد کر دیں اور خدا کے ہاتھوں میں کھیلنے لگیں“۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم دسمبر ۱۹۸۹ء)

پھر بچوں میں یہ احساس بھی پیدا کریں کہ تم واقف زندگی ہو اور فی زمانہ اس سے بڑی کوئی اور چیز نہیں۔ اپنے اندر قناعت پیدا کرو، نیکی کے معاملہ میں ضرور اپنے سے بڑے کو دیکھو اور آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ لیکن دنیاوی دولت یا کسی کی امارت تمہیں متأثر نہ کرے بلکہ اس معاملہ میں اپنے سے کمتر کو دیکھو اور خوش ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دین کی خدمت کی توفیق دی ہے۔ اور اس دولت سے مالامال کیا ہے۔ کسی سے کوئی توقع نہ رکھو۔ ہر چیز اپنے پیارے خدا سے مانگو۔ ایک بڑی تعداد ایسے واقفین نو بچوں کی ہے جو ماشاء اللہ بلوغت کی عمر کو پہنچ گئے ہیں۔ ان کو خود بھی اب ان باتوں کی طرف توجہ دینی چاہئے۔

ضمناً یہ بات بھی کر دوں کہ حضور رحمہ اللہ نے بھی ایک دفعہ اظہار فرمایا تھا کہ واقفین نو بچوں کی ایک بہت بڑی تعداد جو ہے ان کی تربیت ایسے رنگ میں کرنی چاہئے اور ان کے ذہن میں یہ ڈالنا چاہئے کہ انہیں مبلغ بننا ہے۔ اور آئندہ زمانے میں جو ضرورت پیش آنی ہے مبلغین کی بہت بڑی تعداد کی ضرورت ہے اس لئے اس نہج پر تربیت کریں کہ بچوں کو پتہ ہو کہ اکثریت ان کی تبلیغ کے میدان میں جانے والی ہے اور اس لحاظ سے ان کی تربیت ہونی چاہئے۔

اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق

(منتخب اشعار از منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے ۔۔۔ کوئی دیں دینِ محمد ﷺ سا نہ پایا ہم نے

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے ۔۔۔ یہ ثمر باغِ محمد ﷺ سے ہی کھایا ہم نے

آؤ لوگو! کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔۔۔ لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

آج ان نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں ۔۔۔ دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے

مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت ۔۔۔ اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد ۔۔۔ تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

مشکل الفاظ:

فکر ـــ سوچ، خیال، غور و فکر کرنا

دینِ محمد ـــ حضرت محمد ﷺ کا لایا ہوا مذہب، یعنی اسلام

ثمر ـــ پھل، نتیجہ، برکت

طور ـــ یعنی طریقہ۔ رہنے کا انداز

بارِ خدایا ـــ اے میرے اللہ! یا اے پروردگار! (دعا یا التجا کے انداز میں کہا جاتا ہے)۔

بار ـــ بوجھ، وزن، یا کسی چیز کا ذمہ (کبھی "بارِ ذمہ" یا "بارِ غم" کے طور پر آتا ہے)۔

واقفین نو ہالینڈ کا سالانہ اجتماع 2025ء

امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز پیغام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مورخہ ۴؍اکتوبر ۲۰۲۵ء بروز ہفتہ ہالینڈ کا سالانہ اجتماع برائے واقفین نو بیت النور نن سپیت میں ”واقفین کے لیے قرآن بطور روشن راہنما“ کے مرکزی موضوع پر منعقد ہوا۔

صبح دس بجے کے قریب واقفین نو خدام اور اطفال مسجد میں آنا شروع ہوئے۔ رجسٹریشن کے ساتھ ریفریشمنٹ کا بھی انتظام تھا۔ سوا گیارہ بجے کے قریب تقریب پرچم کشائی ہوئی۔ اس کے بعد افتتاحی اجلاس کا آغاز مشنری انچارج مکرم نعیم احمد وڑائچ صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد سیکرٹری وقف نو مکرم نبیل احمد صدیقی صاحب نے اجتماع کے موقع پر حضور انور کا خصوصی پیغام پڑھ کر سنایا۔ بعد ازاں مشنری انچارج صاحب نے اپنی تقریر میں واقفین نو کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ چند اعلانات کے بعد دعا کے ساتھ پہلے اجلاس کا اختتام ہوا۔

اس کے بعد پانچ گروپس کے تلاوت، نظم، حفظ قرآن اور تقاریر کے مقابلہ جات ہوئے۔ اس کے ساتھ دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کرنے والے واقفین کو انعامات دیے گئے۔

دوپہر کے کھانے اور نماز ظہر و عصر ادا کرنے کے بعد مکرم سعید احمد جٹ صاحب مربی سلسلہ و صدر مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ کے ساتھ واقفین نو کا ایک سیشن ہوا جس میں آپ نے خدمت دین کی اہمیت کے حوالے سے واقفین نو کو نصائح کیں۔

اس سیشن کے بعد واقفین نو کے لیے وقف نو Hub میں مختلف ورزشی و تفریحی سرگرمیاں رکھی گئی تھیں۔ ان میں ٹیبل ٹینس، میوزیکل چیئر اور ٹیبل فٹ بال شامل ہیں۔

اس کے بعد کچھ انٹرایکٹو سیشن ہوئے جن کا موضوع ”قرآن بطور روشن رہنما“ تھا۔

اجتماع کا اختتامی اجلاس شام ساڑھے پانچ بجے کے قریب مکرم ہبۃ النور فرحاخن صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ کی زیر

صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد ناظم اعلیٰ اجتماع مکرم مرتاض احمد صاحب مربی سلسلہ نے اجتماع کی رپورٹ پیش کی۔ بعد ازاں امیر صاحب نے انتظامیہ کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مقابلہ جات میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے اور اپنے گروپ میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے والے واقفین نو کو امیر صاحب اور مشنری انچارج صاحب نے انعامات دیے۔ پھر نیشنل سیکرٹری صاحب وقف نو نے چند نصائح کیں۔ بعد ازاں مکرم امیر صاحب نے اپنی اختتامی تقریر میں واقفین کو قرآن اور تبلیغ کی اہمیت اور سکول میں تبلیغ کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد مشنری انچارج صاحب نے بھی واقفین نو کو نصائح کیں۔

دعا کے بعد واقفین نو کے لیے عشائیہ کا انتظام تھا۔

اس اجتماع میں کل حاضری 131 تھی جس میں 88 واقفین نو، 20 مہمان اور 23 والدین شامل تھے۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین

(بشکریہ: الفضل انٹرنیشنل 3/ نومبر 2025ء)

☆...☆...☆

اسماعیل
واقفین نو کا تعلیمی و تربیتی رسالہ

رسالہ اسماعیل دنیا بھر کے واقفین نو کا رسالہ ہے۔ آپ اسے ضرور پڑھیں اور اس کی قلمی معاونت کریں۔ رسالہ آن لائن پڑھنے کے لئے درج ذیل ویب سائٹ کو وزٹ کریں:

https://www.waqfenauintl.org/resources/ismael/

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اجتماع واقفین نو ہالینڈ 2025ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام کا اردو مفہوم

میرے پیارے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے روحانی بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ، واقفین نو ہالینڈ کا نیشنل اجتماع 4/اکتوبر 2025ء کو اور پھر واقفات نو کا 11/اکتوبر 2025ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ میں امید اور دعا کرتا ہوں کہ یہ اجتماع آپ سب کے لیے فائدہ مند ثابت ہو۔

آپ کے اجتماع کے مرکزی موضوع کی روشنی میں مَیں تمام واقفین نو اور واقفات نو کو یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ آپ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت لازمی کریں اور اس کا ترجمہ پڑھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ کیا صحیح ہے اور کیا غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے تقریباً 700/احکام موجود ہیں۔ یقیناً مومن کی تمام نیکیوں اور فرائض میں سے سب سے اہم یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت حق ادا کرتے ہوئے حقوق اللہ پورے طور پر ادا کرے۔ اور اللہ کی عبادت کا بنیادی ذریعہ نماز ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمیں ہر نماز پوری توجہ کے ساتھ، مکمل عاجزی کی حالت میں اور انتہائی احترام اور ادب کے ساتھ ادا کرنی چاہیے۔ اگر ہم اس طرح نماز ادا کریں گے تو ہم قدرتی طور پر خدا کے قریب آجائیں گے اور اس کے ساتھ ایک مضبوط اور دیرپا تعلق قائم کریں گے۔ اس کے علاوہ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارا روحانی تعلق بڑھے گا تو ہم فطری طور پر اچھائی اور نیکی کے دوسرے کاموں کی طرف بھی مائل ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی ہدایت دی ہے کہ ہمیں اخلاص کے ساتھ یہ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے غیر اخلاقی کاموں سے محفوظ رکھے اور ہم ہر وقت پاک اور خدا کا خوف کرنے والے رہیں۔ یقیناً آج کے معاشرے میں جہاں بہت سے خطرات موجود ہیں یہ دعائیں آپ کو ہر طرح کی برائیوں اور فتنوں سے بچانے کے لیے اور بھی اہم ہیں۔

اللہ کرے کہ آپ سب قرآن کریم کی تعلیمات کے حقیقی مرتبہ اور قدر کو پہچانیں، اپنی زندگی کو مثالی انداز میں گزاریں اور تمام نیکی کے کاموں میں آگے بڑھیں۔ آمین